ماہنامہ
احمدیّہ گزٹ کینیڈا
فروری 2014ء

"اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچّے دِل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیّت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے، میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔"

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں "مصلح موعود" کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"بالہام اللہ تعالیٰ و اعلام عزّ و جل خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفّر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مُبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خُدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۱)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی ماہنامہ مجلّہ

مصلح موعودؓ نمبر

فروری 2014ء جلد نمبر 43 شمارہ 2

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	پیش گوئی مصلح موعود	3
☆	خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خلاصہ	4
☆	اصلاح اعمال کا ایک لطیف گُر اقتباس از تقریر حضرت مصلح موعودؓ بر موقع جلسہ سالانہ خلافت جوبلی 1939ء	5
☆	ہفت بندِ مظہر در بیان مظالمِ 1974ء از حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب ایڈووکیٹ	11
☆	سیرت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ: قبولیت دعا کے آئینہ میں از مکرم مولانا کلیم اللہ خاں صاحب	13
☆	صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کا ذکر خیر از مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب	17
☆	حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحریک جدید از مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب	19
☆	پیش گوئی مصلح موعود کی عظیم الشان باون علامات	21
☆	جامعہ احمدیہ کینیڈا کی رپورٹ از مکرم نجیب اللہ ایاز صاحب	22
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	23

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

پروفیسر ہادی علی چوہدری

اعزازی مدیر

حسن محمد خان عارفؔ

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان احمد شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

آصف منہاس، مسعود ناصر، فوزیہ بٹ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

لَاۤ اُقۡسِمُ بِہٰذَا الۡبَلَدِ ○ۙ

خبردار! میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔

وَ اَنۡتَ حِلٌّۢ بِہٰذَا الۡبَلَدِ ○ۙ

جب کہ تو اس شہر میں (ایک دن) اُترنے والا ہے۔

وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ○ۙ

اور باپ کی اور جو اُس نے اولاد پیدا کی۔

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ ○ؕ

یقیناً ہم نے انسان کو ایک مسلسل محنت میں (رہنے کے لئے) پیدا کیا۔

(سورۃ البلد 90:1-5)

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حضرت عیسٰی علیہ السلام آنخضرت ﷺ کے روضۂ اقدس میں دفن کئے جائیں گے

عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ ابۡنِ عَمۡرٍ وقَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَنۡزِلُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَی الۡاَرۡضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوۡلَدُ لَہ‘ وَیَمۡکُثُ خَمۡسًا وَّاَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوۡتُ فَیُدۡفَنُ مَعِیَ فِیۡ قَبۡرِیۡ فَاَقُوۡمُ اَنَا وَعِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ فِیۡ قَبۡرٍ وَاحِدٍ بَیۡنَ اَبِیۡ بَکۡرٍ وَعُمَرَ۔ رَوَاہُ ابۡنُ الۡجَوۡزِیُّ فِیۡ کِتَابِ الۡوَفَاءِ۔

(مشکوٰۃ المصابیح ۔ کتاب فی نزول عیسٰی، الفصل الثالث)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہے عیسٰی بن مریم زمین میں نازل ہوں گے۔ نکاح کریں گے اور اُن کی اولاد ہوگی۔ وہ 45 برس تک دنیا میں رہیں گے اور پھر وہ وفات پائیں گے اور میری قبر میں دفن کئے جائیں گے (قیامت کے دن) مَیں اور عیسٰی بن مریم ایک قبر سے ابی بکرؓ وعمرؓ کے درمیان اٹھیں گے۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیش گوئی مصلح موعود

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں ''مصلح موعود'' کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

''بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزوجل خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنمو ائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظهر الاول و الآخر۔ مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ و کان امراً مقضیاً۔''

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل، صفحہ 100-102)

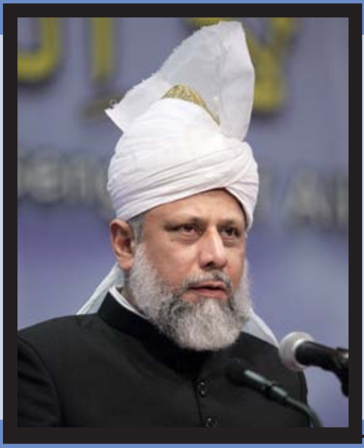

انسان کی عملی اصلاح کے تین ذرائع قوت ارادی، قوت علمی اور قوت عملی پر سلسلہ خطبات جاری ہے

مربیان، امراء اور عہدیداران نیک نمونہ بنیں اور مسیح موعودؑ کی پاک تعلیم جماعت کو پہنچائیں

جماعت کے ہر فرد کو حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقصد سے جوڑنے کے لئے علماء، مربیان اور عہدیداران کو قیمتی نصائح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 2014ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ خطبات کے تسلسل میں انسان کی عملی اصلاح کے لئے بیان کردہ تین باتوں قوت ارادی کو مضبوط کرنا، قوت علمی کو بڑھانا اور عملی کمزوری کو دُور کرنا، کی وضاحت میں مزید بعض پہلو بیان فرمائے تا کہ وہ طریق اور راستے تلاش کئے جائیں جن سے ہم جماعت کے ایک بڑے حصے میں بہتری پیدا کرسکتے ہیں۔فرمایا کہ ہمارے علماء، مربیان، امراء اور عہدیداران جن کو نصائح کرنے کا موقع ملتا ہے خاص طور پر ان باتوں کو سامنے رکھیں تا کہ جماعت کے افراد کی عملی اصلاح میں بھرپور طور پر اپنا کردار ادا کرسکیں، پس جب تک افراد جماعت کی عملی اصلاح کے لئے ہمارے علماء، مربیان، تمام امراء اور عہدیداران اس بات کی طرف ایسی توجہ نہیں کرتے جیسی کرنی چاہئے اور جماعت کے ہر فرد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کے ساتھ جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے جو کوشش کرنے کا حق ہے، اس وقت تک جماعت کا وہ طبقہ جو قوت ارادی کی کمزوری کی وجہ سے عملی اصلاح نہیں کرسکتا جماعت میں کثرت سے موجود رہے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ ہم میں سے کتنوں کو خدا تعالیٰ کی عبادت کا شوق ہے، کتنے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کا سلوک کرتے ہوئے دعاؤں کی قبولیت کے نشان دکھاتا ہے، ان سے بولتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر یہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔فرمایا کہ انسان میں یہ کمزوری ہے کہ وہ کسی دوسرے کے پاس اپنے سے بہتر اور اعلیٰ چیز دیکھ کر وہی یا اس جیسی ہی چیز حاصل کرنے کی خواہش اور کوشش کرتا ہے لیکن یہ خواہش اور کوشش اس چیز کے لئے نہیں ہوتی کہ الہامات کا تذکرہ سن کر یہ خواہش پیدا ہو کہ ہمارے سے بھی خدا تعالیٰ کبھی کلام کرے، ہمارے لئے بھی خدا تعالیٰ نشانات دکھائے اور اپنی محبت سے ہمیں نوازے۔فرمایا کہ اس سوچ کے نہ ہونے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے علماء اور عہدیداران، افراد جماعت کے سامنے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کی کوشش کے لئے بار بار اس طرح ذکر نہیں کرتے جس طرح ہونا چاہئے یا ان کے اپنے نمونے ایسے نہیں ہوتے جن کو دیکھ کر ان کی طرف توجہ پیدا ہو۔پس یہ بات عام طور پر بتانے کی ضرورت ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جڑ کر اللہ تعالیٰ سے قرب کا تعلق پیدا کیا جاسکتا ہے۔نشانات صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات یا زمانے تک محدود اور مخصوص نہیں تھے بلکہ اب بھی خدا تعالیٰ اپنی تمام تر قدرتوں کے ساتھ جلوہ دکھاتا ہے۔پس اس کے لئے ہمارے مربیان، امراء اور عہدیداران کو اپنے اپنے دائرے میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جس قدر قومیں ہیں، کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا اور دعاؤں کو سنتا ہو۔بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے۔اگر انسان سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے آخر اس کی دعاؤں کا جواب اسے ضرور دیا جائے گا۔پس یہ باتیں بار بار جماعت کے سامنے بیان کی جائیں تو یقیناً جماعت کے بھاری حصے کی قوت ارادی ایسی مضبوط ہوسکتی ہے کہ وہ ہزاروں گناہوں پر غالب آجائے اور ان سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوجائے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ انسانیت کو گناہوں سے بچایا جائے اور اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا ہوجائے کہ خدا تعالیٰ کی رضا ہر چیز پر مقدم ہوجائے۔حضور انور نے احمدیت قبول کرنے کے بعد عبادات میں شوق پیدا کرنے والے اور ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے والے نو احمدیوں کے واقعات پیش فرمائے۔

حضور انور نے عملی اصلاح کے دوسرے ذریعہ علمی قوت بڑھانے سے متعلق فرمایا کہ کسی گناہ کو چھوٹا اور کسی کو بڑا گناہ قرار دینا غلطی ہے۔تمام اسائلم سیکرز کو سچائی سے اپنے کیس پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ جھوٹ کا سہارا لینے سے اپنا کیس بھی خراب کر رہے ہوتے ہیں اور جماعت کی ساکھ پر بھی بُرا اثر ڈالتے ہیں۔پس مربیان اور عہدیداران کو بار بار جھوٹ سے بچنے کی تلقین کرنی ہوگی اور یہ بتانا ہوگا کہ گناہ چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا بلکہ گناہ گناہ ہی ہے ہم نے بہرحال اس سے بچنا ہے۔فرمایا کہ تلقین کرنے والوں کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ان کی اپنی حالت بھی قوت ارادی کے اعلیٰ معیاروں کی تلاش میں ہو اور عملی طور پر ان کے عمل اور علم میں مطابقت پائی جاتی ہو۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔حضور انور نے آخر پر مکرمہ نواب بی بی صاحبہ اونچا مانگٹ حافظ آباد اور مکرم شیخ عبدالرشید شرما صاحب شکار پور سندھ کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 28 جنوری 2014ء)

اصلاحِ اعمال کا ایک لطیف گُر

(حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مورخہ 27 دسمبر 1939ء کو جلسہ سالانہ قادیان خلافت جوبلی کے موقع پر ایک نہایت ہی بصیرت افروز خطاب بابت اہم اور ضروری امور ارشاد فرمایا۔ اس ایمان افروز خطاب میں سے ایک نہایت قیمتی اقتباس 'اصلاح اعمال کا ایک لطیف گُر' افادہ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

ایک ضروری امر جس کی طرف میں آج جماعت کے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جماعت کی تربیت میں مجھے بعض دفعہ بڑی بڑی دقتیں پیش آئی ہیں اور ان دقتوں کو دور کرنے کرنے کے لئے میں ایک لمبے عرصہ تک غور کرتا رہا ہوں اور سوچتا رہا ہوں کہ ان کا کیا علاج کیا جائے۔ میں نے 1936ء میں اس کے متعلق بعض خطبات بھی پڑھے تھے اور میں نے بتایا تھا کہ عقائد کے لحاظ سے تو ہم دوسروں پر فتح حاصل کر چکے ہیں مگر اعمال کے لحاظ سے ابھی ہم میں بہت کچھ کمزوریاں باقی ہیں اور اس لحاظ سے دوسروں پر ابھی ہمارا پوری طرح رعب نہیں چھایا۔

اس نقص کے ازالہ کے لئے میں برابر غور کرتا رہا ہوں۔ بلکہ بعض دفعہ گھنٹوں میں نے غور اور فکر سے کام لیا ہے۔ آخر سوچتے سوچتے خدا تعالیٰ نے ایک بات میرے دل میں ڈالی جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت اس بارہ میں میرے ساتھ تعاون کرے تو گو وہ بظاہر ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن شاید ہزاروں آدمیوں کی اخلاقی حالت میں اس سے ایک حیرت انگیز تغیر پیدا ہو جائے مگر میں یہ بتا دیتا ہوں کہ اس پر عمل کرتے وقت اپنی پہلی عادت کو کچھ نہ کچھ چھوڑنا پڑے گا۔ اگر تم یہ عہد کر لو کہ تم اپنی پہلی عادت کو ترک کر کے اس امر کی طرف توجہ کرو گے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تم اپنے اعمال کی اصلاح میں بہت کچھ کامیاب ہو سکتے ہو۔ یہ امر ظاہر ہے کہ اگر خاص حالات میں کوئی بات کہی گئی ہو تو اس کا اثر بھی خاص طور پر ہوتا ہے۔ یوں تو ماں باپ اپنے بیٹوں کو ہمیشہ سے ہی کہتے رہتے ہیں کہ آپس میں صلح صفائی سے رہو لیکن جب باپ مر رہا ہوتا ہے، اس کا سانس اکھڑ رہا ہوتا ہے اور اس پر نزع کی حالت طاری ہوتی ہے تو اس وقت جب وہ کہتا ہے کہ بچو! میں تو اب مرنے لگا ہوں تم آپس میں صلح کر لو تو تمام بھائی روتے ہوئے آپس میں چمٹ جاتے ہیں اور ساروں کے کینے اور بغض آناً فاناً دور ہو جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کا ایک ماحول ہوتا ہے وہ ماحول اگر تیار کر لیا جائے تو انسان عمدگی کے ساتھ بات کو مان لیتا ہے لیکن اگر ماحول تیار نہ ہو تو انسان بات کو قبول کرنے سے ہچکچاتا ہے۔ اس وجہ سے میں بھی پہلے ماحول تیار کرنا چاہتا ہوں اور سب سے پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ بات کن حالات میں کہی گئی ہے لیکن اس سے بھی پہلے بعض متفرق باتیں بیان کرنا ضروری ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ بعض باتیں مقصود ہوتی ہیں اور بعض مقصود کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ جیسے ایک دوست اپنے دوست کے ہاں جانا چاہتا ہے تو دوست کی ملاقات اس کا مقصود ہوتا ہے لیکن ذریعہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے پاس گھوڑے پر سوار ہو کر جائے یا ریل پر سوار ہو کر جائے یا موٹر پر سوار ہو کر جائے ان ذرائع کی موجودگی مقصود کے حصول کے لئے بہت ضروری ہوتی ہے لیکن یہ ذرائع موقع اور محل کے لحاظ سے کبھی تو بہت زیادہ اہمیت اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی کم اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً ہم نے کہیں جانا ہو تو ہم جوتی ضرور پہنتے ہیں اور اس کا پہننا ہمارے مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہوتا ہے لیکن اگر دوسرا مکان دروازہ پر ہی ہو تو بعض دفعہ ننگے پاؤں بھی چلے جاتے ہیں اور جوتی کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ تو مقصود کے حصول کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کی اہمیت اور عدمِ اہمیت مختلف حالات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر ان کے بغیر کسی صورت میں بھی مقصود پورا نہ ہو سکے تو وہ ویسے ہی اہمیت اختیار کر لیتی ہیں جیسے مقصود اہم ہوتا ہے اور اگر وہ ذرائع محض کام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے ہوں تو گو پھر بھی ہم ان کو اہمیت دیں گے مگر اتنی نہیں جتنی اس صورت میں ان کو اہمیت حاصل ہو سکتی ہے جب اس کے بغیر مقصود پورا ہی نہ ہو سکے۔ مثلاً ہم کہیں گھوڑے پر سوار ہو کر جانا چاہیں اور دس گھوڑے ہمارے پاس موجود ہوں تو گو گھوڑا ہمارے لئے ضروری ہوگا مگر ہر گھوڑا مقصود نہیں ہوگا بلکہ ان دس میں سے جو گھوڑا بھی مل جائے وہ ہماری ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوگا۔ مگر بعض دفعہ ذریعہ اتنی اہمیت اختیار کر لیتا ہے کہ اسے مقصود سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور دونوں لازم و ملزوم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر مقصود کے حصول کے کئی ذرائع ہوں تو گو کوئی نہ کوئی ذریعہ ضروری ہوگا لیکن اپنی ذات میں کوئی ذریعہ خاص اہم نہ ہوگا کیونکہ ایک کو چھوڑ کر دوسرے سے کام لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر فرض کرو کہ کسی مقصود کا ایک ہی ذریعہ ہو تو پھر وہ ذریعہ بھی خاص اہمیت حاصل کر لے گا اور اس کی حیثیت ان ذرائع سے مختلف ہوگی جو متعدد ہوتے ہیں جیسے ایک مکان کے اگر کئی دروازے ہوں تو کسی خاص دروازہ کو ہم اہمیت نہیں دیں گے مگر ایک ہی دروازہ ہو تو اسے خاص اہمیت حاصل ہو جائے گی۔ یا انسانوں کی مثال ہو تو بقائے نسل کے لئے اولاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص کے کئی بیٹے ہوں تو وہ سب سے ہی محبت کرے گا لیکن اس کی بقائے نسل کی خواہش کسی ایک کے ذریعہ بھی پوری ہو سکتی ہے۔ فرض کرو اس کے دس بیٹے ہیں اور 9 سے اس کی نسل نہیں چلی تو وہ یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے سکتا ہے کہ ایک بیٹا تو موجود ہے اس سے میری نسل قائم رہ جائے گی لیکن اگر کسی شخص کا ایک ہی بیٹا ہو تو اس کی محبت اپنے بیٹے سے بالکل اور رنگ کی ہوگی کیونکہ اس کے لئے مقصد کے حصول کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ اسی طرح اس بیٹے کی اہمیت بھی اس کے نزدیک بالکل اور رنگ کی ہوگی۔ جس شخص کے دس بیٹے ہوں ان میں سے ایک اگر کسی شدید مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی نظر اپنے باقی بیٹوں کی طرف اٹھنے لگتی ہے لیکن جس شخص

کا ایک ہی بیٹا ہو اور وہ مرض الموت میں مبتلا ہو تو اس کے دل کی جو کیفیت ہوگی وہ بالکل نرالی ہوگی اور اس کا مقابلہ کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکے گا۔

اس بات کو سمجھانے کے بعد میں یہ بتاتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ کی بھی ایسی ہی مثال ہے۔ آپؐ سے ہمارا جو روحانی تعلق ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ آپؐ ہمارے لئے خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں مگر ہمیں دیکھنا چاہیے کہ آیا آپؐ بندوں اور خدا کے درمیان تعلق قائم کرنے کا واحد ذریعہ ہیں یا آپؐ اور ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہیں اور آپؐ کے علاوہ بھی کوئی شخص ایسا ہو سکتا ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ تک پہنچائے۔ اگر آپ بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا واحد ذریعہ ہوں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ گو آپؐ خدا تو نہیں مگر چونکہ خدا آپؐ کے بغیر نہیں مل سکتا اس لئے آپؐ کے لئے بھی وہی قربانی کرنی پڑے گی جو انسان خدا کے لئے کرتا ہے کیونکہ آپؐ کے بغیر اور کوئی شخص ہمیں خدا تک نہیں پہنچا سکتا۔ اس نقطہ نگاہ کے ماتحت تم غور کر کے دیکھ لو رسول کریم ﷺ کو تمام انبیاء میں ایک امتیازی شان حاصل ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کو کلمہ میں بھی شامل کیا ہے یہ بتانے کے لئے کہ جس طرح اللہ ایک ہے اسی طرح اب خدا تعالیٰ تک پہنچانے والا رسول بھی ایک ہی ہے۔ پس رسول کریم ﷺ اور دوسرے رسولوں میں یہ فرق ہے کہ ان کے زمانوں میں ابھی وہ خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ تو ضرور تھے مگر وہ واحد ذریعہ نہ تھے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اگر کسی یہودی نے نہ مانا ہوتا اور وہ ہندوستان میں آ کر حضرت کرشن علیہ السلام کو مان لیتا تو اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا یا ایران میں جا کر وہاں کے کسی نبی پر ایمان لے آتا تو یہ امر اس کی نجات کے لئے کافی تھا مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد خدا تعالیٰ نے اس طریق کو اڑا دیا اور دنیا کی ہر قوم اور ہر مذہب والے کے لئے آپؐ کا ماننا ضروری قرار دیدیا۔ اب کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کی بجائے فلاں نبی کو قبول کر لیتا ہوں، اگر آپ کو نہ مانا تو اس میں کیا حرج ہے کیونکہ گو آپؐ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں مگر واحد ذریعہ ہیں اور خواہ کوئی امریکہ میں رہتا ہو یا افریقہ میں اسی دروازہ میں سے اسے گزرنا پڑے گا اور آپؐ پر ایمان لانا اس کے لئے ضروری ہوگا مگر پہلے انبیاء واحد ذریعہ نہیں تھے۔ بے شک ان انبیاء میں سے بعض پہلوٹھے کہلاتے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ اکلوتے بیٹے تھے اور اکلوتے اور پہلوٹھے میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ پہلوٹھے کے معنی بڑے بیٹے کے ہوتے ہیں مگر اکلوتے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کے سوا اور کوئی بیٹا نہیں۔ پس وہ پہلوٹھے بے شک ہوں مگر اپنے اپنے زمانہ میں وہ اکلوتے نہ تھے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ اپنے زمانہ میں اکلوتے روحانی بیٹا تھے اور آپؐ کے آنے پر پہلے تمام انبیاء کی نبوتیں ختم ہو گئیں، اب نہ مصر کے نبی کی نبوت کام دے سکتی ہے، نہ چین کے نبی کی نبوت کام دے سکتی ہے، نہ شام کے نبی کی نبوت کام دے سکتی ہے، نہ ایران اور ہندوستان کے کسی نبی کی نبوت کام دے سکتی ہے، اب ہر ایک شخص کے لئے خواہ وہ مصر میں رہتا ہو یا چین، جاپان، ایران اور ہندوستان میں رہتا ہو ضروری ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو قبول کرے کیونکہ آپؐ کے بغیر اب کوئی خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ نہیں۔ اس کے علاوہ رسول کریم ﷺ کو ایک خصوصیت بھی حاصل تھی جو دراصل پہلی خصوصیت کا نتیجہ ہے اور وہ یہ کہ جس طرح رسول کریم ﷺ بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا واحد ذریعہ تھے اسی طرح آپؐ خدا تعالیٰ کے اکلوتے روحانی بیٹا تھے اور آپؐ جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی روحانی نسل اب میرے ذریعہ ہی دنیا میں قائم رہ سکتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں لازماً ایک اور بات بھی پیدا ہوگئی اور وہ یہ کہ جس طرح اس باپ کی محبت کا رنگ بالکل جداگانہ ہوتا ہے جس کا ایک ہی بیٹا ہو، اسی طرح اس بیٹے کی محبت کا رنگ بھی جداگانہ ہوتا ہے جو اکلوتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت رسول کریم ﷺ سے نرالے رنگ کی تھی اسی طرح محمد رسول ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے خدمت بھی نرالے رنگ کی تھی کیونکہ آپؐ جانتے تھے کہ اب خدا تعالیٰ تک پہنچانے والا میرے سوا اور کوئی نہیں اور ساری ذمہ واری مجھ پر ہی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ رسول کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دین کی جو خدمت کی وہ دوسرے انبیاء سے ہرگز نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ ہر نبی جانتا تھا کہ اگر میرے ہاں کوئی نقص ہوا تو دوسرا نبی اس کو دور کر دے گا مگر محمد رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ اب مجھ پر ہی تمام ذمہ واری ہے اس لئے آپؐ نے جس رنگ میں دین کی خدمت کی وہ بالکل بے نظیر ہے۔ یہی وہ احساس تھا جس کے ماتحت محمد رسول اللہ ﷺ نے بدر کے موقع پر فرمایا کہ اے خدا! اگر یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو لن تعبد فی الارض ابدًا (صحیح مسلم۔ کتاب الجہاد، باب الامداد بالملائکۃ) تیری اس کے بعد زمین پر کہیں پرستش نہیں ہوگی۔ گویا جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ کے اکلوتے روحانی بیٹے تھے اسی طرح صحابہؓ اس اکلوتے روحانی بیٹے کی روحانی نسل تھے اور اگر وہ ہلاک ہو جاتے تو آپؐ کی روحانی نسل ماری جاتی اور چونکہ آپؐ خدا تعالیٰ کے اکلوتے روحانی بیٹے تھے اس لئے آپؐ کی نسل کے مارے جانے کے یہ معنی تھے کہ دنیا میں خدا کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہتا یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جب بدر کے موقع پر دیکھا کہ مسلمان تھوڑے ہیں اور کفار زیادہ۔ پھر وہ ساز و سامان سے مسلح ہیں اور ان کے پاس بہت کم سامان ہے اور بظاہر ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور جھکے اور انہوں نے کہا اے میرے روحانی باپ! آج دنیا میں صرف میرے ذریعہ سے تیری روحانی نسل قائم ہے اگر آج میری نسل ماری گئی تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ نہ میری نسل رہے گی اور نہ تیری نسل رہے گی۔ اس اصل کو مدنظر رکھ کر محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کی جس محنت سے تربیت کی اور کسی نبی نے نہیں کی کیونکہ آپؐ جانتے تھے کہ یہ صرف میری روحانی اولاد ہی نہیں بلکہ چونکہ میں اکلوتا ہوں یہ میرے روحانی باپ کے فیض کے جاری رکھنے والی ایک ہی نسل ہے اس لئے میں نے ان کی تربیت اپنی اولاد سمجھ کر ہی نہیں کرنی بلکہ اس خیال سے بھی کرنی ہے کہ میرے روحانی باپ کا فیضان بھی ان کے بغیر بند ہو جاتا ہے۔ باقی ہر نبی کو اپنی امت کے متعلق صرف یہ خیال رہتا تھا کہ وہ اس کی امت ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اپنی اُمت کے متعلق جانتے تھے کہ وہ ان کی اُمت ہے، حضرت موسیٰؑ اپنی اُمت کے متعلق جانتے تھے کہ وہ ان کی اُمت ہے حضرت نوحؑ اپنی اُمت کے متعلق جانتے تھے کہ وہ ان کی اُمت ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ یہ جانتے تھے کہ یہ میری ہی اُمت نہیں بلکہ میرے اللہ کی بھی اُمت ہے۔ پس ان کی محبت اپنی اُمت سے دوہری تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے مرنے سے صرف میری نسل کا ہی انقطاع نہیں بلکہ میرے خدا کی روحانی نسل کا بھی انقطاع ہے اس لئے آپؐ کی تربیت قومی میں اس احساس کا بہت بڑا دخل تھا اور آپؐ نے جس محنت اور محبت سے تربیت کی اس کی نظیر اور کہیں نظر نہیں آتی۔ میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں جس سے آپ لوگ اندازہ لگا سکیں گے کہ جذباتِ محبت کیسا شاندار نظارہ پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ جب گھوڑے سے گر کر سخت بیمار ہو گئے اور آپؓ کی حالت ایسی نازک ہوگئی کہ خیال کیا جاتا تھا شاید آپؓ جانبر نہ ہو سکیں۔ تو ایک دن جب کہ آپؓ کی حالت سخت نازک تھی میں آیا اور سارا دن آپ کے پاس بیٹھا رہا۔ انہی دنوں میرا بیٹا ناصر احمد بھی سخت بیمار تھا۔ شدید قسم کی اسے پیچش تھی بار بار خون آتا اور ساتھ آؤں بھی اور اس کی یہ تکلیف اتنی بڑھ گئی کہ اس کی والدہ نے یہ خیال کیا کہ اب وہ شاید مرنے والا ہے۔ چنانچہ عصر کے قریب

ایک آدمی میرے پاس گھبرایا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ ناصر احمد کی حالت سخت نازک ہے آپ جلدی گھر چلیں۔ میں نے اسے اشارہ کیا کہ واپس چلے جاؤ چنانچہ وہ واپس چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد پھر آدمی آیا اور کہنے لگا کہ جلدی چلیں ناصر احمد کی حالت سخت خراب ہوگئی ہے۔ میں پھر بھی نہ اٹھا اور اسے اشارہ کر کے واپس کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر آیا اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ہوش میں آچکے تھے۔ اس نے کہا کہ ناصر احمد کی حالت خطرناک ہے جلد آئیں مگر میں پھر بھی نہ اٹھا اور وہیں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے میری طرف منہ پھیرا اور فرمایا میاں تم گئے نہیں اور پھر کہا تم جانتے ہو وہ کس کی بیماری کی اطلاع دے کر گیا ہے۔ وہ تمہارا بیٹا ہی نہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے تم نے اس نکتہ نگاہ سے پیغام پر غور نہیں کیا۔ چنانچہ میں آپ کے ارشاد کی تعمیل میں اٹھا اور گھر چلا آیا تو جہاں محبت ہوتی ہے وہاں بعض دفعہ ایک بڑی نسبت کو انسان مدنظر رکھ لیتا ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو اس نگاہ سے نہیں دیکھا کہ وہ میرے روحانی فرزند ہیں بلکہ اس نگاہ سے دیکھا کہ وہ میرے خدا کی روحانی نسل ہیں اور انہی کے ذریعہ دنیا میں دین کا قیام ہے اگر ان کی اچھی تربیت نہیں ہوگی تو تمام دنیا تباہ ہو جائے گی۔

چنانچہ دیکھو رسول کریم ﷺ نے جس محبت سے اپنے صحابہؓ کو پالا وہ ایسی بےنظیر ہے کہ واقعات پڑھ کر جذبات قابو میں نہیں رہتے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا واقعہ میں نے کئی دفعہ سنایا ہے۔ وہ کہتے ہیں چونکہ میں نے کچھ عرصہ بعد اسلام قبول کیا تھا اس لئے اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے قسم کھالی کہ اب میں ہر وقت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہوں گا اور آپ ؐ کی باتیں سنتا رہوں گا، مگر وہ تھے غریب۔ ماں غالباً عیسائی تھی، بھائی مسلمان ہوگیا تھا مگر اس میں اتنا جوش نہیں تھا جتنا ان میں بلکہ وہ رسول کریم ﷺ سے شکایتیں کیا کرتا تھا کہ ابوہریرہ نکما رہتا ہے کچھ کام نہیں کرتا اور آپ ؐ فرماتے کہ تمہیں کیا معلوم خدا تمہیں اس کی وجہ سے رزق دے رہا ہو۔

بہر حال وہ کہتے ہیں میں نے عہد کر لیا کہ میں اب مسجد سے نہیں ہلوں گا بلکہ یہیں بیٹھا رہوں گا اور جب بھی رسول کریم ﷺ کوئی بات فرمائیں گے اسے اپنے ذہن میں محفوظ کر لوں گا مگر چونکہ ان کے کھانے کا کوئی انتظام نہیں تھا اس لئے بعض دفعہ انہیں سات سات وقت کا فاقہ ہو جاتا اور بھوک کی شدت سے بے ہوش ہو جاتے۔ وہ کہتے ہیں ایک دفعہ مجھے اتنی بھوک لگی کہ بے تاب ہوگیا اور مسجد کے دروازہ کے سامنے اس خیال سے جا کر کھڑا ہوگیا کہ ممکن ہے کسی کو میری شکل دیکھ کر خیال آجائے اور وہ مجھے کچھ کھانے کے لئے دیدے۔ اتنے میں کیا دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ آرہے ہیں مَیں نے ان کے سامنے ایک قرآنی آیت پڑھی جس میں بھوکوں کو کھانا کھلانے کا ذکر آتا ہے اور پوچھا کہ اس کے معنی کیا ہیں؟ وہ اس آیت کی ایک تفسیر کر کے آگے چل دئے۔ حضرت ابوہریرہؓ اس موقع پر کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا یہ آگئے تھے بڑا قرآن جاننے والے۔ کیا مجھے اس آیت کے معنی نہیں آتے تھے۔ میں نے تو اس لئے پوچھا تھا کہ وہ سمجھ کر مجھے کچھ کھلا دیں مگر انہوں نے مطلب بتا دیا اور چلے گئے۔ پھر حضرت عمرؓ کو آتے دیکھا تو میں نے ان کے سامنے بھی وہی آیت پڑھ دی وہ بھی اس کا مطلب بتا کر چل دئے۔ حضرت ابوہریرہؓ پھر کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا عمرؓ سمجھتے ہیں انہیں بڑا قرآن آتا ہے بھلا مجھے ان سے کم قرآن آتا ہے میں نے تو اس لئے پوچھا تھا کہ وہ سمجھ جاتے اور مجھے کچھ کھلا پلا دیتے مگر انہوں نے بھی ایک معنی بتائے اور چلے گئے۔ وہ کہتے ہیں اب میں حیران کھڑا تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں مجھے پیچھے سے ایک نہایت ہی شیریں آواز آئی۔ ابوہریرہؓ بھوکے ہو؟ میں نے مُڑ کر دیکھا تو رسول کریم ﷺ کھڑے تھے اور جس بات کو ابوبکرؓ اور عمرؓ میرے منہ سے نہ پہچان سکے اسے رسول کریم ﷺ نے اپنے گھر بیٹھے میری آواز سے پہچان لیا۔ میں آپ ؐ کے پاس گیا تو آپ ؐ کھڑکی کھولی اور فرمایا اِدھر آؤ۔ پھر فرمانے لگے۔ ہمارے گھر میں بھی کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا ایک دوست نے ابھی ابھی کچھ دودھ بھیجا ہے میں چاہتا ہوں کہ مسجد میں اور بھی جس قدر لوگ ایسے موجود ہوں جنہوں نے کچھ کھایا نہ ہو تو ان سب کو بلا لاؤ۔ وہ کہنے لگے میں نے دل میں کہا کہ پیالہ ایک ہے اور اگر کچھ اور بھی پینے والے آگئے تو میرے لئے کیا بچے گا مگر رسول کریم ﷺ کا چونکہ حکم تھا اس لئے چلا گیا۔ دیکھا تو ایک نہ دو بلکہ سات آدمی کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ ہم نے بھی کچھ نہیں کھایا۔ میں نے ان سب کو اکٹھا کر کے رسول کریم ﷺ کے پاس لایا۔ آپ ؐ نے دودھ کا پیالہ لے کر ان میں سے ایک شخص کو دے دیا اور اس نے پینا شروع کر دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب میرے لئے تو کچھ نہیں بچے گا مگر خیر اس نے پیا اور کچھ چھوڑ دیا۔ میں نے کہا کہ اسے کچھ تو شرم آئی ہے سارا دودھ تو نہیں پی گیا مگر رسول کریم ﷺ نے اسے فرمایا اور پیو۔ اب میں بڑا پریشان ہوا کہ آگے تو کچھ بچ بھی گیا تھا مگر اب کیا بچے گا۔ اس نے بھی پیالے کو منہ سے لگا لیا اور دودھ پینا شروع کر دیا جب بس کر چکا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا اور پیو۔ پھر اس نے اور دودھ پیا۔ جب سیر ہوگیا تو میں نے سمجھا کہ اب میری باری آئے گی مگر رسول کریم ﷺ نے پھر دوسرے کو پیالہ دے دیا۔ پھر تیسرے کو، پھر چوتھے کو، پھر پانچویں کو، پھر چھٹے کو، پھر ساتویں کو اور جب سب سیر ہو چکے تو آپ ؐ نے مجھے پیالہ دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ دودھ سے اسی طرح لبالب بھرا ہوا ہے جس طرح پہلے بھرا تھا، اور خدا نے اس میں کچھ ایسی برکت رکھ دی کہ ایک قطرہ بھی کم نہ ہوا۔ خیر میں نے پینا شروع کر دیا اور اتنا پیا اتنا پیا کہ بالکل سیر ہوگیا اور پیالہ رسول کریم ﷺ کو دینا چاہا مگر رسول کریم ﷺ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے پھر پینا شروع کر دیا اور جب بہت ہی سیر ہوگیا تو ختم کر دیا مگر رسول کریم ﷺ نے فرمایا اور پیو۔ آخر کہتے ہیں میں نے اس قدر دودھ پیا کہ مجھے یوں محسوس ہوا اب دودھ میرے ناخنوں سے بہنے لگ جائے گا۔ چنانچہ میں نے کہا یا رسول اللہ! اب مجھ سے پیا نہیں جاتا۔ اس پر آپ ؐ نے پیالہ لیا اور اس دودھ کو خود پی کر ختم کر دیا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ۔ الخ)

غرض اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں اس دودھ میں ایسی برکت رکھ دی کہ سب سیر ہوگئے اور دودھ بھی بچ رہا۔ نادان ان باتوں پر ہنستا ہے مگر جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کے نشانات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوں ان کے نزدیک یہ ناممکن بات نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی بعض ایسے ہی معجزات ہیں اور جب آپ ؐ کے خادم کے ہاتھ پر ایسے نشانات ظاہر ہو چکے ہوں تو آقا کے ہاتھ پر ان کا ظاہر ہونا کوئی تعجب انگیز نہیں ہوسکتا۔

میں نے ایک دفعہ ایسا ہی نشان دیکھا۔ سخت گرمی کے ایام تھے اور مَیں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ اس دن مجھے روزہ سے اتنی سخت تکلیف ہوئی کہ میں بے تاب ہوگیا۔ اس بے تابی کی حالت میں مجھ پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور مَیں نے دیکھا ایک شخص نے میرے منہ میں پان ڈال دیا ہے۔ جس میں کچھ مشک بھی ہے۔ جب یہ حالت جاتی رہی اور آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مشک کی میرے منہ سے خوشبو آرہی تھی اور اس کی طراوت میرے رگ وریشہ میں ایسی اثر کر گئی تھی کہ پیاس کا نام ونشان تک نہ تھا۔

اسی طرح ایک دفعہ رؤیا میں کسی بزرگ نے میرے منہ میں مشک ڈال دیا۔ میری بیوی پاس ہی سو رہی تھیں جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے ان کو جگایا اور کہا کہ ذرا میرے منہ کو تو سونگھنا۔ انہوں نے کہا سونے کے بعد انسان کے منہ سے ضرور کچھ نہ کچھ بو آتی ہے مگر آپ کے منہ سے تو تیز مشک کی خوشبو آرہی

ہے۔ تو ایسے کئی نشانات ہم نے دیکھے ہیں، اس لئے ان معجزات کے بارہ میں تاویل کی ضرورت نہیں مگر میرا عقیدہ ہے کہ ایسے معجزات ہمیشہ مومنوں کے سامنے دکھائے جاتے ہیں کافروں کے سامنے نہیں دکھائے جاتے۔

پھر مرض الموت کا ایک واقعہ بتاتا ہے کہ آپؐ صحابہؓ سے کس قدر شفقت رکھتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے جب آپؐ کی وفات قریب آئی تو آپ سخت کرب اور اضطراب کی حالت میں کبھی دایاں پہلو بدلتے اور کبھی بایاں اور پھر فرماتے خدا یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب احادیث الانبیا، باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

یہ کتنی شفقت ہے جو اپنی امت کے لئے رسول کریم ﷺ نے ظاہر فرمائی کہ وفات کے وقت بھی آپؐ نہیں بار بار بتاتے تھے کہ دیکھنا شرک کے قریب نہ جانا۔ اگر باقی انبیاء بھی اسی رنگ میں اپنی اُمت کی نگرانی کرتے تو وہ کہاں گمراہ ہوتیں۔ پھر ایک دفعہ مدینہ میں دشمن کا کچھ خطرہ محسوس ہوا اور خیال ہونے لگا کہ کہیں وہ مدینہ پر حملہ نہ کر دے۔ ان دنوں یہ عام افواہ تھی کہ روما کی حکومت مدینہ پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ ایک رات اچانک مدینہ میں شور مچ گیا اور سمجھا جانے لگا کہ عیسائی لشکر حملہ آور ہو گیا ہے۔ صحابہؓ اِدھر اُدھر دوڑ پڑے اور کچھ مسجد میں جمع ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ بھی انہی میں سے تھے جو مسجد میں جمع ہوئے اور جن کی رسول کریم ﷺ نے بعد میں بڑی تعریف کی کہ انہوں نے خوب ہوشیاری سے کام لیا۔ غرض صحابہؓ جمع ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ گھوڑوں پر سوار ہو کر باہر ایک چکر لگایا جائے اور دیکھا جائے کہ کیا حالت ہے۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اکیلے باہر سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپؐ نے صحابہؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ میں شور سن کر اکیلا یہ دیکھنے کے لئے چلا گیا تھا کہ کیا ہوا مگر معلوم ہوا ہے کہ کوئی خطرہ کی بات نہیں۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر، باب السرع والرکض فی الفزع)

گویا صحابہؓ تو محمد رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے آپؐ کے دروازے پر جمع ہوئے اور محمد رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کی حفاظت کے لئے ان سے بھی پہلے اکیلے اپنے گھر سے باہر تشریف لے گئے۔

غرض بہت سے واقعات ہیں جن سے تم یہ معلوم کر سکتے ہو کہ ہمارا محبوبؐ ہم سے کیسی محبت کرنے والا تھا اور پھر تم یہ بھی نتیجہ نکال سکتے ہو کہ جو باپ اپنی اولاد سے اتنی محبت کرنے والا ہو اس سے اس کی روحانی اولاد نے کتنی شاندار محبت کی ہوگی۔ ...

حقیقت یہی ہے کہ محبت کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوا کرتی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے صحابہؓ سے بے نظیر محبت کی تو صحابہؓ نے بھی اس کے مقابلہ میں وہ عشق دکھایا جس کی کوئی حد نہیں۔ چنانچہ حسانؓ کا وہ شعر کتنا دردناک ہے جو آپؐ کی وفات پر انہوں نے کہا کہ:

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر

من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

(شرح دیوان حسان بن ثابت۔ کراچی: آرام باغ، صفحہ 221)

کہ اے محمد! ﷺ تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا اب تیرے مرنے سے میں تو اندھا ہو گیا۔

من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

اب ترے بعد جو چاہے مرے مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ میں تو تجھ کو ہی موت سے بچانے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اب جبکہ تو ہی زندہ نہیں رہا تو مجھے کسی اور کی موت کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔

پھر رسول کریم ﷺ کی شفقت اور آپؐ کی محبت صرف اپنے صحابہؓ تک ہی محدود نہ تھی بلکہ جیسی محبت آپؐ نے اپنے صحابہؓ سے کی ویسی ہی ہم سے بھی کی۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے آپؐ نے اپنے بعد میں آنے والے مسلمانوں کا ایک دفعہ بڑی ہی محبت اور پیار سے ذکر کیا اور صحابہؓ سے فرمایا تم تو میرے صحابیؓ ہو مگر وہ میرے بھائی ہوں گے۔

(کنز العمال۔ مطبوعہ حلب، 1974ء، جلد 12 صفحہ 183)

صحابیت میں صرف دوستی کا تعلق ہوتا ہے مگر بھائی بھائی میں ایک خونی رشتہ ہوتا ہے۔ پس آنے والوں کا ذکر آپؐ نے اس رنگ میں کیا گویا ان کو اپنا رشتہ دار اور بھائی قرار دے دیا کیونکہ رسول کریم ﷺ نے سمجھا بعد میں آنے والے جب آئیں گے تو ان کو رشک پیدا ہوگا کہ ہمیں کچھ نہ ملا۔ تمام درجات صحابہؓ ہی لے گئے اس لئے آپؐ نے بعد میں آنے والوں کے قلوب کی تسلی کے لئے فرمایا کہ تم تو صحابیؓ ہو مگر وہ میرے بھائی ہوں گے۔ پس جس آنکھ سے آپؐ نے صحابہؓ کو دیکھا ناممکن ہے کہ آج بھی تیرہ سو سال گزرنے پر ہم اسی آنکھ سے آپؐ کی تعلیم کو نہ دیکھیں۔ کیا کیا رسوم تھیں جن سے رسول کریم ﷺ نے ہمیں بچایا، کیا کیا اعمالِ بد تھے جن سے آپؐ نے بنی نوع انسان کو نجات دلائی، میں تو بعض دفعہ جب یہ سوچتا ہوں کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ نہ آتے تو کیا ہوتا تو مجھے جنون ہونے لگتا ہے۔ ایسے مہربان باپ کی وفات کے قریب کی نصیحت تم سمجھ سکتے ہو کہ کتنی اہم ہو گی باپ بیٹے سے محبت کرتا ہے، بیٹا باپ سے محبت کرتا ہے اگر دوسرے وقتوں میں یہ محبت بالکل اور قسم کی ہوتی ہے تو وفات کے وقت بالکل اور قسم کی۔

رسول کریم ﷺ کو بھی جب بتایا گیا کہ آپؐ کی وفات اب قریب ہے تو حج الوداع کے موقع پر جس کے بعد آپؐ نے کوئی حج نہیں کیا اور جس کے صرف اَسّی دن بعد آپؐ وفات پا گئے آپؐ نے فرمایا اعلان کردو الصلوٰۃ جامعۃ یہ لوگوں کو جمع کرنے کا ایک طریق تھا کہ سب لوگوں کو کہا جاتا اے لوگو عبادت کے لئے جمع ہو جاؤ۔ جب سب صحابہؓ اکٹھے ہو گئے تو آپؐ نے ان کے سامنے ایک تقریر کی جو ایسی دردناک تھی کہ کوئی شخص نہیں تھا جس کی آنکھیں اس وقت چشمہ کی طرح پھوٹ پھوٹ کر نہ بہہ رہی ہوں۔ ایک صحابیؓ اس وقت کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ نصیحت الوداعی ہے اور کیا ہم سمجھ لیں کہ اب آپؐ کی وفات آ گئی؟ اس وقت رسول کریم ﷺ نے جو باتیں کہیں ان میں سے ایک آپ کی وہ وصیت ہے جس کا میں آج ذکر کرنا چاہتا ہوں اور تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ شفیق باپ جس نے اپنی روحانی اولاد کی بہبودی کے لئے تمام عمر صرف کر دی اس نے عین اس وقت جب کہ اسے اپنی وفات کا الہام ہو چکا تھا تمہیں ایک وصیت کی ہے اور اس نے وصیت کرتے ہوئے تمہیں یہ حکم بھی دیا ہے کہ تم اس وصیت کو اپنے دوسرے بھائیوں تک پہنچاؤ۔

پس ایسے شفیق باپ کی آخری وصیت کی جو اہمیت ہو سکتی ہے ہر شریف بیٹا اس کا احساس کر سکتا ہے اور چونکہ ہم سب آپؐ کی روحانی اولاد میں سے ہیں اس لئے جس نظر سے صحابہؓ نے آپؐ کو دیکھا اسی نظر سے دیکھنا ہمارا کام ہے اور ہم میں سے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ اس وصیت کو پورا کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے۔

وہ وصیت یہ ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی بطن الوادی فخطب الناس وقال ان دماء کم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الحج، باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان میں آئے اور آپؐ نے ایک تقریر کی جس میں فرمایا۔

اے دوستو! سن لو تمہاری ایک دوسرے کی جانیں، تمہارے

ایک دوسرے کے اموال اور تمہاری ایک دوسرے کی عزتیں۔ خدا نے تم پر حرام کر دی ہیں اور تمہارے لئے یہ ہر گز جائز نہیں کہ تم اپنے کسی بھائی کی جان کو تکلف دو، یا اس کے مال پر حملہ کرو، یا اس کی عزت پر حملہ کرو۔ جس طرح حج کا دن خدا نے عزت والا بنایا ہے ویسے ہی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے خون، اس کے مال اور اس کی عزت کی توقیر اس نے تم پر واجب کی ہے اور جس طرح ذوالحجہ کو عزت حاصل ہے اسی طرح خدا نے ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے خون، اس کے مال اور اس کی عزت کو مقام بخشا ہے اور جو عزت خدا نے مکہ کو دی ہے وہی عزت اس نے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے خون، مال اور عزت کو دی ہے۔ پس جو شخص اپنے کسی بھائی کی جان پر حملہ کرتا ہے وہ مکہ پر حملہ کرتا ہے، وہ ذوالحجہ پر حملہ کرتا ہے، وہ حج کے دن پر حملہ کرتا ہے، اسی طرح جو شخص اپنے بھائی کے مال پر حملہ کرتا ہے وہ مکہ پر حملہ کرتا ہے، وہ ذوالحجہ پر حملہ کرتا ہے اور وہ حج کے دن پر حملہ کرتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے کسی بھائی کی عزت پر حملہ کرتا ہے وہ بھی مکہ پر حملہ کرتا ہے وہ ذوالحجہ پر حملہ کرتا ہے وہ حج کے دن پر حملہ کرتا ہے۔

اے عزیزو! کبھی تم نے غور کیا کہ جب کسی کے مال میں تم خیانت کرتے ہو یا کسی کا قرضہ ادا نہیں کرتے یا غیظ و غضب سے مشتعل ہو کر دوسرے کو مارتے یا اسے گالیاں دیتے ہو۔ یا جوش میں اسے ذلیل کرنے اور لوگوں میں رسوا کرنے کی کوشش کرتے ہو تو تم خدا کے حضور کتنے بڑے جرم کے مرتکب بنتے ہو۔ کیا تم میں کوئی ماں کا بیٹا ایسا ہے جو اپنے ہاتھ سے کعبہ کی اینٹیں گرانے کی جرأت کر سکے۔ اگر ایک منافق اور ذلیل ترین انسان بھی ایسی جرأت نہیں کر سکتا تو تم ایک مسلمان کی عزت ایک مسلمان کے مال اور ایک مسلمان کی جان پر کس طرح حملہ کرتے ہو جب کہ محمد رسول اللہ ﷺ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہر مسلمان کی جان، اس کا مال اور اس کی عزت خدا کے حضور وہی مقام رکھتی ہے جو حج کا دن رکھتا ہے جو ذوالحجہ رکھتا ہے اور جو مکہ مکرمہ رکھتا ہے۔

پھر ایک دوسری روایت میں جو ابی بکرہؓ سے مروی ہے آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ جب یہ بات بیان فرما چکے تو آپؐ نے فرمایا:

الا فلیبلغ الشاھد الغائب

(صحیح بخاری۔ کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ لا ترجعوا بعدی کفارا)

کہ اے دوستو! تم تو میرے سامنے موجود ہو۔ مگر تمہارے سوا کچھ اور لوگ بھی ہیں جو اس وقت اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جو بعد میں آئیں گے۔ پس جس شخص کے کان میں میری یہ بات پڑے اس کا فرض ہے کہ وہ یہ بات اپنے دوسرے بھائی کے کان میں بھی ڈالے۔ پھر آپؐ نے اس پر اور زیادہ زور دینے کے لئے اس فقرہ کو دہرایا اور فرمایا الا فلیبلغ الشاھد الغائب اب دیکھو یہ کتنی لطیف نصیحت ہے جو رسول کریم ﷺ نے کی اور آپ نے اس میں اصلاح اعمال کا کیا لطیف گر بیان فرمایا ہے۔ اگر مسلمان اس گر کو سمجھ لیتے تو وہ ہزاروں فتنوں سے بچ جاتے۔ آج کل لوگ فاتحہ کے کارڈ تقسیم کرتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو اس پر یہ لکھ کر بھیج دیتے ہیں کہ جو اسے دوسرے تک نہیں پہنچائے گا وہ عذاب میں گرفتار ہو جائے گا اور اس طرح لوگ ڈر کے مارے دوسروں تک پہنچاتے جاتے ہیں۔ مگر دیکھو رسول کریم ﷺ نے اس طریق کو کس عمدگی اور خوبی کے ساتھ جاری کیا۔ وہ تحریر کا زمانہ نہیں تھا کہ آپ کارڈوں پر لکھوا کر فرماتے کہ ایک دوسرے کو پہنچاتے چلے جاؤ۔ وہ ایسا زمانہ تھا کہ لوگ باتیں سنتے اور پھر اپنے دلوں اور دماغوں میں محفوظ رکھتے۔

اب آپ لوگوں نے مجھ سے یہ حدیث سنی ہے اور چونکہ رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ جو بھی اسے سنے وہ دوسروں تک پہنچا دے اس لئے آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ دوسروں کو بتائے کہ دیکھو رسول کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جس طرح خانہ کعبہ کی تمہارے دل میں عزت ہے، جس طرح حج کے دن کی تمہارے دل میں عزت ہے، جس طرح ذوالحجہ کی تمہارے دل میں عزت ہے وہی عزت تمہیں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مومن کی جان، اس کے مال اور اس کی آبرو کی کرنی چاہئے اور ساتھ ہی کہہ دو کہ رسول کریم ﷺ کا یہ بھی حکم ہے کہ جو شخص یہ حدیث سنے اسے دوسروں تک پہنچا دے۔ اسی طرح یہ بات لوگوں میں پھیلتی چلی جائے گی اور چونکہ آدمی محدود ہیں اس لئے چکر کھا کر لازماً یہ بات ہمارے پاس بھی پہنچے گی اور پھر ہمارا فرض ہو جائے گا کہ ہم اوروں کو سنائیں اور یہ امر ان کے ذہن نشین کر دیں کہ ایک مسلمان کے خون مال اور آبرو کیا قیمت ہے۔ اگر مسلمان اس حدیث کو انہی معنوں میں لیتے جو میں نے بیان کئے ہیں تو سال میں دو چار دفعہ وہ ضرور یہ حدیث سن لیتے کہ رسول کریم ﷺ نے وفات کے قریب یہ کہا ہے کہ مسلمانوں کا خون، ان کا مال اور ان کی آبرو دوسرے مسلمانوں پر ویسے ہی حرام ہے جیسے مکہ مکرمہ، جیسے ذوالحجہ اور جیسے حج کا دن۔

میں جانتا ہوں کہ جو چیز بار بار دہرائی جائے اس کا لوگوں پر اثر ہوتا چلا جاتا ہے۔ عیسائیوں نے جب بار بار کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں تو لوگ انہیں خدا کا بیٹا ماننے لگ گئے۔ کیا مسلمان اگر یہ دہراتے چلے جائیں گے کہ ہر مومن کی جان، مال اور آبرو کی عزت کرنا دوسرے مسلمان پر فرض ہے اور جو اس کی ہتک کرتا ہے وہ ویسا ہی مجرم ہے جیسے خانہ کعبہ یا ذوالحجہ یا حج کے ایام کی ہتک کرنے والا تو کیوں دنیا میں امن قائم نہیں ہوگا اور کیوں فتنہ و فساد مٹ نہیں جائے گا۔ اب پیچھے جو کچھ غفلت ہو چکی وہ تو ہو چکی آئندہ کے لئے میں یہ حدیث آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور رسول کریم ﷺ کا پیغام آپ لوگوں تک پہنچاتا ہوں وہ شفیق باپ جس نے ساری عمر تمہارے لئے قربانیاں کیں اور جس کی تعلیم آج تک مردوں اور عورتوں پر احسانات کرتی چلی آئی ہے اس نے اپنی وفات کی خبر سن کر تم سب کو کہا کہ یاد رکھو۔

اِن دِماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمة یومِکم ھٰذا فِی شھرِکم ھٰذا فِی بلدِکم ھٰذا

اور پھر فرمایا جو شخص یہ حدیث سنے اس کا فرض ہے کہ وہ اسے دوسروں تک پہنچا دے پس باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو یہ بات بتائے ماں کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو یہ بات بتائے۔ دادا کا فرض ہے کہ وہ اپنے پوتے کو بتائے اور پوتوں اور پڑپوتوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹوں اور پوتوں کو بتائیں۔ اگر مسلمان اسی طرح رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث ایک دوسرے کو پہنچاتے چلے جاتے تو ہر مسلمان اس بات پر فخر کا اظہار کر سکتا کہ اس نے رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث کسی کتاب میں پڑھنے کی بجائے راویوں کی زبان سے براہ راست سنی ہے اور یہ فخر کچھ کم فخر نہ ہوتا حضرت خلیفة المسیح الاوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے رسول کریم ﷺ کی چالیس حدیثیں ایسی پہنچی ہیں اجن کا سلسلہ اسناد بغیر کسی وقفہ کے رسول کریم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ اسی طرح اگر مسلمان یہ حدیث ایک دوسرے کو پہنچاتے چلے جاتے تو ہر مسلمان یہ کہتا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث براہ راست آپؐ سے سنی ہے۔

پس میں آج آپ لوگوں کے سامنے یہ چھوٹی سی بات پیش کرتا ہوں کہ ہر شخص اپنے دل میں یہ عہد کرے کہ وہ کسی دوسرے کو رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث سنا دے گا اور جب سنا چکے تو کہے کہ رسول کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس مجلس میں یہ حدیث بیان ہو اس کا حاضر غائب کو سنا دے اس طرح یہ حدیث چکر کھا کر پھر پانچ سات ماہ کے بعد تمہارے پاس پہنچے گی اور تمہیں پھر وہ نظارہ یاد آ جائے گا جب رسول کریم ﷺ کو اپنی وفات کا الہام اور آپؐ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ وہ لوگ جنہیں زندگی میں سنبھالتا رہا میری

وفات کے بعد نہ معلوم کن فتنوں میں مبتلا ہو جائیں تو آپؐ نے فرمایا میں تو اب جاتا ہوں مگر دیکھو۔

اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِی شَهْرِکُمْ هٰذَا فِی بَلَدِکُمْ هٰذَا اور آپ نے فرمایا: فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ اور پھر اس کو دو دفعہ دہرایا تاکہ مسلمان اس کے پہنچانے میں غفلت سے کام نہ لیں۔

اگر مسلمان یہ حدیث ایک دوسرے کو پہنچاتے رہتے تو ان کے دلوں میں ایک نرمی، محبت، دیانت اور تقویٰ پیدا ہو جاتا کہ وہ اپنے کسی بھائی کو نہ ستاتے، نہ اس کی جان پر حملہ کرتے نہ اس کے مال پر حملہ کرتے، نہ اس کی آبرو پر حملہ کرتے اور اگر کوئی منہ پھٹ کبھی حملہ کر بیٹھتا تو دوسرا اسے یاد دلا دیتا کہ میاں کیا کرنے لگے ہو۔ تم خانہ کعبہ پر حملہ کرتے ہو، تم ذوالحجہ پر حملہ کرتے ہو، تم حج کے دن پر حملہ کرتے ہو، کیا اتنے مقدس مقامات پر حملہ کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی اور یقیناً اس کے بعد وہ شرمندہ ہوتا اور اپنے اس ناروا فعل پر ندامت کا اظہار کرتا۔

پس اس سبق کو اچھی طرح یاد رکھو اور دوسروں تک پہنچا دو۔ اگر تم اس تحریک پر عمل کرو گے تو جماعت میں آہستہ آہستہ صحیح تقویٰ پیدا ہوتا جائے گا اور سوائے ازلی شقیوں کے جن کا کوئی علاج خدا نے مقرر نہیں کیا، باقی سب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں گے اور جماعتی اتحاد کو کسی طرح ضعف نہیں پہنچے گا کیونکہ گو یہ ایک چھوٹا سا نکتہ ہے مگر اسی پر قومی زندگی کی بنیاد ہے۔

(انوارالعلوم، جلد 15 صفحہ 408-423)

آپ کی تلاش ہے!

پیغام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''1۔ کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں؟ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں!

2۔ کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں؟ اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں۔ آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے۔ آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

3۔ کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں؟ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں؟ بوجھ اٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں۔ سارا سارا دن پھر سکتے ہیں اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں؟

4۔ کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں؟ جس کے معنی ہوتے ہیں۔

(الف) ایک جگہ دنوں بیٹھے رہنا۔

(ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا۔

(ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا۔

5۔ کیا آپ سفر کر سکتے ہیں؟ اکیلے اپنا بوجھ اٹھا کر۔ بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں، ناواقفوں اور نا آشناؤں میں؟ دنوں، ہفتوں اور مہینوں۔

6۔ کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتا ہے؟ وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتا۔ وہ پہاڑوں کو کاٹنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کے لئے تیار ہو سکتے ہیں؟

7۔ کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں؟ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ اپنی سنجیدگی قائم رکھیں۔ لوگ آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں کہ ٹھہر تو جا ہم تجھے ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اس کی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مگر آپ سب سے منوالیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

8۔ آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو آپ اپنا قصور سمجھتے ہوں۔ آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہاں؟ خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔

اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں، اپنے شہر میں، اپنے محلّہ میں، اپنے گھر میں، اپنے دل میں کہ اسلام کا درخت مرجھا رہا ہے اسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہوگا۔ مرزا محموداحمد۔''

(تاریخ احمدیت از دوست محمد شاہد۔ قادیان: نظارت نشرو اشاعت، 2007ء جلد 12، صفحہ 403-404 بحوالہ روزنامہ الفضل، قادیان۔ 22 مئی 1948ء، صفحہ 2)

اے مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے پسرِ موعودؑ! تیری شان نرالی
رُتبہ تیرا علی ہے تو منصب تیرا عالی

تُو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق
ثابت ہُوا ہر گام تیرا شہرۂ آفاق

تُو ملّتِ اسلام کا فرزند پیارا
تُو مہدیٔ مسعود کا دلبند پیارا

ذہین وفہیم، دل کا حلیم، رجس سے تُو پاک
میدانِ عمل میں تُو بڑھتا گیا بیباک

علمِ قرآن میں تُو گہرا سمندر
سب گوہر عرفان سموئے تیرے اندر

شہرت تیری پہنچی، دنیا کے کناروں
ہر سمت اذاں گونجی، مسجد کے مناروں

سنتے ہیں اذاں، آتے ہیں سب وجد وطرب میں
اب نامِ خدا لیتے ہیں سب شرق وغرب میں

برکت ہوئی حاصل، اقوام کو تجھ سے
حرکت ملی ہر گام میں اقوام کو تجھ سے

اسلام کا پیغام - عالَم میں پہنچایا
مہدی مسعودؑ کا نام - عالَم میں پہنچایا

بنتی ہی گئیں روئے زمیں پر ہیں مساجد
بڑھتے گئے - آباد کریں ان کو جو عابد

اسلام کی دنیا میں یہی شان رہے گی
رحمت تیرے مرقد پہ بھی ہر آن رہے گی

(مکرم پروفیسر سعید احمد کوکبؔ صاحب)

ہفت بندِ مظہر

دربیانِ مظالمِ 1974ء

غارت گری، زِ غارتِ بغدآد بر گزشت　　　ہر عہد و ہر وثیقہ و پیمان سوختند

تباہی بربادی بغداد کی تباہی و بربادی سے بھی بڑھ گئی　　　انہوں نے تو ہر ایک میثاق اور عہدو پیمان کو آگ لگادی

(ترجمہ از رانا منظور احمد۔ بیت الاسلام لائبریری۔ کینیڈا)

محمد احمد مظہر

18 دسمبر 1982ء

بندِ دوم

غارت گری و آتش زنی

نَهَبَ اللِّئَامُ نُشُوْبَهُمْ وَ عِقَارَهُمْ

کمینوں نے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا

(یہ حضرت مسیح موعودؑ کے مشہور عربی قصیدہ کا ایک مصرعہ ہے)

غارت گراں، کہِ مسجد و ایوان سوختند
ماردھاڑ کرنے والے (ایسے فسادی) ہیں کہ انہوں نے مسجد اور مکان جلا ڈالے ہیں

ایوان ہا مپُرس، کہِ قرآن سوختند
گھروں کا کیا پوچھتے ہو انہوں نے تو قرآن کریم جلا دیئے ہیں

گلبانگِ فتنہ، از سرِ منبر بلند شُد
فتنہ کا شور و غل منبروں پر سے بلند ہوا

اخلاق قوم را، علی الِاْعلان سوختند
اور قوم کے اخلاق کو اعلانیہ جلا ڈالا

لاہور تا کراچی و ملتان تا مری
لاہور سے کراچی تک اور ملتان سے مری تک

امن و امانِ ملک را، آسان سوختند
ملک کے امن و امان کو اتنی آسانی سے نذرِ آتش کر دیا

اوباش رہنما شُد و، قلّاش راہزن
بدمعاش رہنما بن گئے اور بھو کے ننگے ڈاکو

دکّان و کارخانہ و سامان سوختند
اور دوکانیں اور کارخانے اور دیگر سامان جلا دیا

خس پوش، کُلبہ ہائے مساکینِ بے نوا
بے کس مسکینوں کی گھاس پھوس کی چھتوں والی جھونپڑیوں کو

در جوشِ جہل و، غلبۂ طغیان سوختند
جہالت کے جوش اور سرکشی کے غلبہ کی وجہ سے نذرِ آتش کر دیا

آتش زدند، در سروسامانِ شہریاں
(پرامن) شہریوں کے سرو سامان کو آگ لگا دی

دیوانہ وار، خِرمنِ دہقان سوختند
پاگلوں کی طرح کسانوں کے کھلواڑوں کو جلا دیا

بہتان و زُور و کِذب را، بازار گرم شد
ہر طرف بہتان طرازی، لغویات اور دروغ گوئی چھا گئی

ہوش و حواس و عقل، در ہذیان سوختند
اور دماغی فتور کی حالت میں اپنے ہی ہوش وحواس اور عقل کو جلا ڈالا

ناموس و ننگ و نام را، گُفتند الوداع
شرم و حیا اور شرافت کو اُتار کر پھینک دیا

ایمان خویش، بر سرِ مَیدان سوختند
اور اپنے ایمان کو سب کے سامنے جلا ڈالا

جَور و جفا و جبر را، کردند اختیار
ظلم اور زیادتی اور زبردستی پر اتر آئے

عزّ و وقارِ مُلک، در بُحران سوختند
اور دیوانگی کی حالت میں ملک کی عزت و وقار کو آگ لگا دی

صدقریہ بُودہ شِعبِ ابی طالبؑ اے دریغ
وائے افسوس! سینکڑوں بستیاں شعب ابی طالب بن گئیں

ہر اقتضائے خُلقِ مُسلمان سوختند
اور ایک مسلمان کے اخلاق کے ہر تقاضے کو آگ لگا دی

بُرہانِ دِینِ ما، کہ در اُو جبر ہیچ نیست
ہمارے دین کی روشن دلیل اس میں کسی بھی قسم کے جبر کا نہ ہونا ہے

اینک بہ چشمِ غیر، ایں بُرہان سوختند
دیکھیں کہ انہوں نے غیروں کی آنکھوں کے سامنے اس دلیل کو جلا ڈالا

غارت گری، ز غارتِ بغداد برگُوشت
تباہی بردادی بغداد کی تباہی و بربادی سے بھی بڑھ گئی

ہر عہد و ہر وثیقہ و پیَمان سوختند
انہوں نے تو ہر ایک میثاق اور عہدوپیمان کو آگ لگا دی

چشمِ فلک ندید، گہے، اِعتِداء چُنیں
چشم فلک نے کبھی اس طرح کی زیادتی نہیں دیکھی

دیوان ہر حساب از عُدْوان سوختند
انہوں نے ہر حساب کے دفتر کوظلم اور دشمنی سے نذرِ آتش کر دیا

دستورِ ارضِ پاک، و قوانینِ ملک را
سر زمین پاک کے دستور اور ملک کے قوانین کو

بر روئے پاسبانِ نگہبان سوختند
انہوں نے قانون کے محافظ اور نگہبان کی آنکھوں کے سامنے جلا دیا

صبر و ثباتِ احمدی، دِیدند خیر خیر
احمدی حضرات کے صبر واستقلال کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے رہے

خود را، بہ غیظ و غُصّہ و غلْیان سوختند
اور اپنے آپ کو غیظ اور غصہ کے جوش اور ابال میں جلا ڈالا

فوزِ عظیم و حُسنِ عَمل را نگاہ کن
ان کی ''عظیم کامیابی'' اور ''حسن عمل'' پر ذرا نظر کریں

طاغوتیاں، مساجد و قُرآن سوختند
کہ ان سرکش فتنہ پردازوں نے تو مسجدوں اور قرآن کریم تک کو جلا ڈالا

مِن بعد، جشن ہا و چراغان و دیگ ہا
(ماردھاڑ، جلاؤ گھراؤ) کی ان کارروائیوں کے بعد جشن منائے، چراغان کئے اور دیگیں پکائیں

مال و منالِ خویش در عِصیان سوختند
اور اس طرح اپنے مال واسباب کو گناہوں اور نافرمانیوں کی آگ میں جلا دیا

آوائے بر نداشت یکے از ہزار ہا
ہزاروں میں سے کسی ایک نے بھی (ان مظالم کے خلاف) کوئی آواز نہ اُٹھائی

امید اِحتجاج مکُن، از مزارہا
قبروں کے مُردوں سے امید نہ رکھ کہ مظلوم کی حمایت میں کوئی آواز بلند کریں

☆☆☆☆☆

(جاری ہے۔ باقی آئندہ)

سیرت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبولیت دعا کے آئینہ میں

مکرم مولانا محمد کلیم خاں صاحب، مبلغ انچارج بنگلور، کرناٹک، انڈیا

اللہ تعالیٰ کی کائنات کی تخلیق کو دیکھنے والے اور غور وفکر کرنے والے صاحب بصیرت لوگ سمجھتے ہیں کہ کائنات کی تخلیق حضرت اقدس محمد عربی ﷺ کو پیدا کرنے کے لئے ہی ہوئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ' لولاک لما خلقت الافلاک ' ۔ پھر اس عظیم الشان پیدائش اور آپ کی بعثت کو دعائے ابراہیم رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (سورۃ البقرۃ 2:130) کی قبولیت کا نتیجہ بھی کہا جاتا ہے۔ اسی نقطہ نظر سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک طرف یہ امر آنحضرت ﷺ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی یتزوج و یولدلہ (مشکوۃ المصابیح) یعنی وہ شادی کرے گا اور اس کی خاص اولاد ہوگی، کا ظہور ہے تو دوسری طرف حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ہشیار پور میں چالیس روز وشب چلّہ کشی کی متضرعانہ دعاؤں کا نتیجہ بھی ہے جیسا کہ الہامی کلمات ہیں:

"میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔" (مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ 100)

اس لحاظ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود ہی قبولیت دعا کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح آپ کی سیرت طیبہ بھی زندگی بھر قبولیت دعا کی عکاسی کرتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں پیدا ہونے والے اس بابرکت وجود کو خود حضرت اقدس علیہ السلام بھی قبولیت دعا کا نشان ہی نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کی تربیت بھی دعا کی اہمیت کے سبق کے ساتھ فرمایا کرتے تھے اور دعا کے لئے ارشاد بھی فرمایا کرتے تھے حالانکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور بھی بچپن کا تھا۔ چنانچہ امر واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی دوسروں کو دعا کے لئے کہا کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ بچوں کو بھی دعا کی تحریک کیا کرتے تھے۔ مجھ سے بھی آپ کئی موقعوں پر دعا کے لئے کہا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ آپؑ نے مجھے دعا کے لئے فرمایا۔ اس وقت میری عمر نو (9) سال کی تھی۔"

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 5 اپریل 1935ء، بحوالہ شمائل احمد صفحہ 44)

یہ تو آپؓ کے مقدس والد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی شہادت تھی۔ آپؓ کو دیکھنے والوں نے اور آپؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنے والوں نے بھی ایسا ہی مشاہدہ کیا۔ چنانچہ دیگر کئی واقعات میں سے آپؓ کی دعا کی کیفیت کا ایک واقعہ آپؓ کے بچپن کے دور کا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی شہادت ہے کہ:

"ایک دفعہ مجھے یاد ہے جب آپ کی عمر دس سال کے قریب ہوگی۔ آپ مسجد اقصیٰ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز میں کھڑے تھے اور پھر سجدہ میں بہت رو رہے تھے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 20 جنوری 1968ء)

اسی طرح حضرت شیخ محمد اسمٰعیل سرساویؓ کی شہادت ہے کہ ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں سورج گرہن کی نماز کے بعد وقت کے امام الصلوٰۃ حضرت مولوی محمد احسن امروہی صاحبؓ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ سے عرض کیا کہ میاں صاحب آپؓ دعا کروائیں۔ تب:

"آپ نے دعا شروع فرمائی مگر آپ اس دعا میں ایسے محو ہوئے کہ آپ کو یہ خبر ہی نہ رہی کہ میرے ساتھ اور لوگ بھی دعا میں شریک ہیں۔ دعا میں جس قدر لوگ شامل تھے اُن کے ہاتھ اُٹھے اُٹھے اس قدر تھک گئے کہ وہ شل ہونے کے قریب ہو گئے اور کئی کمزور صحت کے لوگ تو پریشان ہو گئے۔ تب مولوی محمد احسن صاحبؓ نے جو خود بھی تھک چکے تھے دعا کے خاتمہ کے الفاظ بلند آواز میں کہنے شروع کئے جسے سن کر آپ نے دعا ختم فرمائی۔"

(الحکم جوبلی نمبر 1939ء، صفحہ 80)

یہ تو اجتماعی دعا کے موقعہ پر آپ کی سیرت کا واقعہ تھا۔ اب آپ کی ایک انفرادی دعا کی کیفیت کے تعلق سے ایک روایت حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ کی بیان فرمودہ ہے جو یوں ہے:

"ایک دفعہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولیٰ سے جو چاہوں گا مانگوں گا مگر جب میں مسجد پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے اس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا اور میں بھی دعا میں محو ہو گیا۔ میں نے یہ دعا کی کہ یا الٰہی یہ شخص جو تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دیدے۔ اور میں کھڑے کھڑے تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمدؓ صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ میاں صاحب آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا دے۔ اور یہ کہہ کر آپؓ اندر تشریف لے گئے۔"

(الحکم جوبلی نمبر 1939ء، صفحہ 80)

قبولیت دعا کے ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت کے تعلق سے بعض مشاہدین کے بیان کے ساتھ خود حضرت مصلح موعودؓ کا بیان فرمودہ یہ ارشاد بھی قابل قدر ہے جس سے نہ صرف آپ کی سیرت کا اظہار ہوتا ہے بلکہ استفادہ کرنے والوں کو بڑی رہنمائی بھی ملتی ہے۔

"دعا اس امر کا نام نہیں کہ انسان صرف منہ سے ایک بات کہہ دے اور سمجھ لے کہ دعا ہو گئی۔ دعا اللہ تعالیٰ کے حضور پگھل جانے کا نام ہے۔ دعا ایک موت اختیار کرنے کا نام ہے۔ دعا ایک تذلّل اور انکسار کا مجسم نمونہ بن جانے کا نام ہے۔ جو شخص صرف رسمی طور پر منہ سے چند الفاظ دہراتا چلا جاتا ہے اور تذلّل اور انکسار کی حالت

اس کے اندر پیدا نہیں ہوتی اور جس کا دل و دماغ اور جسم کا ہر ذرّہ دعا کے وقت محبت کی بجلیوں سے تھرتھرا نہیں رہا ہوتا وہ دعا سے تمسخر کرتا ہے۔... جب تم دعا کرو تو تمہارا ہر ذرّہ خدا تعالیٰ کے جلال کا شاہد ہو۔ تمہارے دماغ کا ہر گوشہ اس کی قدرتوں کو منعکس کر رہا ہو۔ تمہارے دل کی ہر کیفیت اس کی عنایتوں کا لطف اٹھا رہی ہو۔ تب اور صرف تب تم دعا کرنے والے سمجھے جا سکتے ہو۔''

(تفسیر کبیر۔ جلد ششم، مطبوعہ لندن، صفحہ 201)

سیرت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطالعہ کرنے کے لئے آپ کی زندگی کے دونوں دوروں کو دیکھنا ضروری ہے۔ پہلا دور خلافت سے قبل کا ہے اور دوسرا دور دورِ خلافت ہے۔ پہلے دور کے چند واقعات سے قبولیت دعا کے تعلق سے آپ کی سیرت کا اندازہ ہوا تو اب دورِ خلافت کا بھی ملاحظہ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ منصب خلافت اور قبولیت کے تعلق سے آپؓ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔''

(منصب خلافت۔ طبع اوّل، صفحہ 32)

منصب خلافت کی وجہ سے قبولیت دعا کی نعمت جو آپ کو ملی تو آپ نے کیا اور کس مضمون کی دعائیں کیں اسے بھی جاننے کی ضرورت ہے۔ چونکہ آپ کے خداداد منصب کی وجہ سے لوگ آپ کی محبت میں آپ کی بھرپور اطاعت کرتے تھے اس جذبہ نیک کو دیکھ کر آپ کی دعا کی کیفیت یوں ہوتی۔ آپ فرماتے ہیں:

''جب میں نے دیکھا کہ وہ میرے دوستوں کے بلانے ہی پر جمع ہو گئے ہیں اس لئے آج رات (12/11 اپریل 1914ء کی رات۔ ناقل) کو میں نے بہت دعائیں کیں اور اپنے رب سے یہ عرض کیا کہ الٰہی میں تو غریب ہوں میں ان لوگوں کو کیا دے سکتا ہوں۔ حضور آپ ہی اپنے خزانوں کو کھول دیجئے اور ان لوگوں کو جو محض دین کی خاطر یہاں جمع ہوئے ہیں اپنے فضل سے حصہ دیجئے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو ضرور قبول کرے گا۔ کیونکہ مجھے یاد نہیں میں نے کبھی درد دل اور بڑے اضطراب سے دعا کی ہو اور وہ قبول نہ ہوئی ہو۔''

(منصب خلافت۔ طبع اوّل، صفحہ 3)

یہ تو دوست احباب کے لئے آپؓ کی دعا کی کیفیت تھی اب اپنے منصبی فرائض کو مدّنظر رکھتے ہوئے بھی دعا کی ہے۔ چونکہ خلیفہ کا پہلا فریضہ تبلیغ کرنا ہے اس لئے آپؓ نے دعائیں ہی کی ہیں۔ فرماتے ہیں:

''جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا جوش رہا ہے اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا (جیسا کہ حضرت شیخ غلام احمد واعظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت گزر چکی ہے، ناقل) اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو بھی کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔... پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں۔ میں نہیں سمجھتا تھا اور نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ جوش اُنس اسلام کی خدمت کا میری فطرت میں کیوں ڈالا گیا۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ جوش بہت پرانا رہا ہے۔ غرض اسی جوش اور خواہش کی بناء پر میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی۔

میرے ہاتھ سے تبلیغ اسلام کا کام ہو

اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے میری دعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔ ... اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی۔ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گزرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے۔''

(منصب خلافت۔ طبع اوّل، صفحہ 16-17)

اپنی اولاد کو بھی سامنے رکھ کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی ہے۔ فرماتے ہیں:

''میں نے ہمیشہ یہ دعا کی ہے اور متواتر کی ہے کہ اگر میرے لئے وہ اولاد مقدر نہیں جو دین کی خدمت کرنے والی ہو تو مجھے اولاد کی ضرورت نہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس دعا کی آخیر دم تک توفیق عطا فرمائے۔''

(خطبات محمودؓ۔ جلد سوم، صفحہ 321)

قبولیت دعا کا جو مقام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھا اسے آپؓ نے بہترین طور پر استعمال کیا اور جس طرح تبلیغ اسلام کے لئے تن من دھن اور اولاد کی بازی لگا دی اسی طرح ایک روحانی حربہ بھی استعمال کیا جو دعا کا تھا۔ چنانچہ جنگ عظیم دوئم کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک طرف انگریز اور اس کے ساتھی ممالک تھے تو دوسری طرف جرمن اور اس کے ساتھی ممالک تھے۔ بڑی سخت جنگ تھی فریقین اپنی اپنی فتح کے لئے کیا کیا جتن نہ کئے ہوں گے۔ ایسے وقت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 26 مئی 1940ء کو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں ایک تقریر کرتے ہوئے بیان کیا تھا کہ:

''مجھے تو کامل یقین ہے کہ اگر انگریز سچے طور پر توحید کا اقرار کر کے مجھ سے دعا کی درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی فتح کے سامان کر دے گا۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 4 جون 1940ء)

اس خاموش تحریک کا کیا ردّ عمل ہوا۔ (اس کی کسی قدر تفصیل خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 1940ء اور فرمودہ 26 جون 1942ء از حضرت مصلح موعودؓ سے مل سکتی ہے۔) کیونکہ حقیقت بہر حال یہ ہے کہ حضرت مصلح الموعودؓ کو قبولیت دعا کا مقام عطا ہوا تھا مگر انگریز کے اس جنگی مسئلہ اور درخواست دعا کے تعلق سے حضرت مصلح موعودؓ کے حاسدین نے بہت تمسخر سے کام لیا تھا جبکہ اتفاق کی بات یہ ہے کہ خود ان حاسدین (غیر مبائعین یعنی پیغامی وابستہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری) کے گروہ کے افراد اعتراف کیا کرتے تھے کہ آپؓ کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ امر واقعہ یہ ہے کہ فرمایا:

''میں ایک دفعہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحبؓ (1893-1985ء) کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی دوست نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ وہ کہتے ہیں عقائد تو ہمارے ہی درست ہیں مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں۔''

(خلافت راشدہ۔ مطبوعہ قادیان 2007ء، صفحہ 97)

اسی طرح حاسدین کی جب بات چلی ہے تو قبولیت دعا کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پھر بھی چھن چھن کر نظر آتی ہے۔ چنانچہ واقعہ یوں ہوا کہ باوجود صراحت کے آپؓ نے اپنے منصب عالی مصلح موعودؓ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا مگر جب وقت آیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رؤیا کے ذریعہ کامل انکشاف ہو گیا تو آپؓ نے بار بار علی الاعلان اس دعویٰ کا ذکر فرمایا مگر حاسدین کو اس میں بھی نقص نظر آنے لگا۔ نقص اس مخصوص رؤیا کی تعبیر میں انہیں نظر آیا اور اس کی الٹی تعبیر انہوں نے بنائی اور ناصحانہ اور دعا گو انداز میں آپ کو لکھا تھا۔ واقعہ یوں ہوا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے بڑے بھائی مولوی عزیز بخش صاحب نے اپنی من گھڑت تعبیر والا پرچہ بھیجا اور لکھا کہ ''میں بھی دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔'' اس کا جواب حضرت مصلح موعودؓ نے یوں دیا:

''پرچہ مل گیا۔ میں نے جو اعلان کیا ہے بڑی دعاؤں کے بعد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں بولا ہے۔ باقی آپ جو مولوی عبد الرحمٰن صاحب مصری کی تعبیر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اس کا جواب حضرت رسول کریم ﷺ کی حدیث میں موجود ہے اور

جب شائع ہوگا آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ درمیانی راستہ پر جانے والا غلطی پر ہے یا ان تعبیروں کے مرتکب اور خدا تعالیٰ کے دین پر ہنسی کرنے والے آپ کی دعاؤں کا بہت بہت شکریہ۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر بھر کی دعائیں آپ کی اولاد کے حق میں ردّ گئیں تو آپ کی ایک دعا سے کیا بنے گا؟ آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو جس امر کے بارہ میں بیکار قرار دیتے ہیں تو اپنی دعاؤں کو اس بارے میں کیا اور کیوں وقعت دیتے ہیں۔''

(ماہنامہ فرقان قادیان، بابت اپریل 1944ء، صفحہ 4)

دعا کے آداب سے غافل لوگوں کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ بڑی حکمت سے نپٹتے تھے جیسا کہ مولوی عزیز بخش صاحب کی دعا کے متعلق آپ نے اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک اور عبرتناک واقعہ آداب دعا سے غافل لوگوں کا ہوا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک خفیہ دعا گو پارٹی قادیان کے ارد گرد 1939ء کے آواخر میں بننے لگی۔ درپردہ شیطان کے چیلے بننے والوں نے ''دعا'' کو باجماعت نماز پر ترجیح یعنی شروع کر دی۔ پھر اپنی دعاؤں کی عظمت کو مشتہر کرنے لگے اور یہاں تک پہنچ گئے کہ لوگوں کو کہتے پھرتے تھے کہ ہمیں دعا کے لئے کہا کرو اور تحفے بھی اسی غرض سے دیا کرو۔ ان لوگوں کا سرغنہ جو بعد میں خواجہ اسمٰعیل لندنی نبی کہلایا، نے ایک ''انجمن اتحاد عالمین'' کے نام سے دعا گوؤں کی ایک خفیہ انجمن بنائی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے (خطبہ جمعہ فرمودہ 3 نومبر 1939ء، نیز 7 مئی 1940ء) میں اس کا سخت نوٹس لیا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو' تاریخ احمدیت'۔ جلد نہم طبع اوّل، صفحہ 54-59)

قبولیت دعا کی نعمت کسی خاص بندہ کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ یہ نعمت عام ہے۔ مگر بعض لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ ایسے لوگوں کو بھی قبولیت دعا، اس کے فوائد اور اس کے سلیقے حضرت مصلح موعودؓ نے خوب سکھائے ہیں۔ قبولیت دعا کے طریق کے نام سے ایک مرتب کتابچہ بھی موجود ہے۔ اس میں بیان کردہ ایک گُر کا ذکر کرنا یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:

''دعا کی قبولیت کے لئے ایک اور طریق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دعا کے لئے ایسا وقت انتخاب کیا جائے جبکہ خاموشی ہو۔ مثلاً اگر دن کا وقت ہے تو جنگل میں چلا جائے یا رات کے وقت جب سب سوئے ہوئے ہوں دعا کرے، اس طرح یہ ہوتا ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے آپؑ جنگل میں تنہا چلے جایا کرتے تھے۔ اس بات کا علم اکثر لوگوں کو نہیں ہے مگر آپؑ اس راستہ سے جو میاں بشیر احمدؓ کے مکان کے پاس سے گزرتا ہے، دس بجے کے قریب سیر کو جانے کے علاوہ اکیلے بھی جایا کرتے تھے۔ ایک دن جو آپؑ جانے لگے تو میں بھی آپؑ کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دور چلے پھر واپس لوٹ آئے اور مسکرا کر فرمانے لگے تم جانا چاہتے ہو تو پہلے ہو آؤ میں بعد میں جاؤں گا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ آپؑ اکیلے جانا چاہتے ہیں۔ میں واپس آ گیا۔ غرض یہ کہ علیحدہ جگہ اور خاموش وقت میں خاص توجہ سے دعا کی جاسکتی ہے کیونکہ توجہ کے لئے کوئی بیرونی روک نہیں ہوتی اس لئے طبیعت کا زور ایک ہی طرف لگتا ہے تو اپنے سامنے کی ہر ایک روک کو بہا کر لے جاتا ہے۔''

(قبولیت دعا کے طریق۔ طبع اوّل صفحہ 23-24)

قبولیت دعا کا یہ طریق آپ کی سیرت اور عمل سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ لائق باپ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لائق قائمقام (حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی خلوت سے قبولیت دعا کا خوب فائدہ اُٹھایا ہے۔ چنانچہ آپؓ کے فرزند صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب لکھتے ہیں:

''قادیان سے چند کوس دور ایک گاؤں میں مشہور ہو گیا کہ رات کو جن آتا ہے۔ ایک دن گاؤں کے افراد جمع ہوئے اور جن کا ذکر ہوا تو ایک لمبا تڑنگا سکھ کہنے لگا کہ میں اس جن کو پکڑ لوں گا۔ رات بھیگی جا رہی تھی اور جھاڑیوں کی اوٹ میں وہ کڑیل سکھ چھپا جن کا انتظار کر رہا تھا۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ رات کے اندھیرے میں ایک ہیولا سا اُبھرا۔ جب شکل وصورت نمایاں ہوئی تو دیکھا یہ تو مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو ایک ہاتھ میں لالٹین اور دوسرے میں جائے نماز پکڑے ہوئے آئے۔ آپ نے جائے نماز بچھائی تو وہ سکھ دوڑتا ہوا آیا اور آپ کے قدموں میں جا گرا۔ اس نے سارا واقعہ سنایا۔ آپؓ نے اس سے کہا کہ وعدہ کرو کہ کسی کو یہ نہ بتاؤ گے۔ مگر میں آئندہ اپنی جگہ تبدیل کروں گا۔''

(ملّت کا فدائی از مرزا رفیق احمد طبع اوّل، صفحہ 109-110)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولیت دعا کے سینکڑوں واقعات مثال کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔ فی الوقت صرف چند واقعات پر اکتفاء کرتا ہوں۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے آپؓ کو شروع سے ہی خدمت دین کا شوق رہا ہے اور اپنی اولاد کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے اسی توقع کے ساتھ دعا کی ہے۔ اس تعلق سے آپؓ نے فرمایا:

''میں نے دیکھا کہ میں بیت الدعا میں بیٹھا تشہد کی حالت میں دعا کر رہا ہوں کہ الٰہی میرا انجام ایسا ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہوا۔ پھر جوش میں آکر کھڑا ہو گیا ہوں اور یہی دعا کر رہا ہوں کہ دروازہ کھلا ہے اور میر محمد اسماعیل صاحبؓ اس میں کھڑے روشنی کر رہے ہیں۔ اسماعیل کے معنی ہیں خدا نے سن لی اور ابراہیمی انجام سے مراد حضرت ابراہیمؑ کا انجام ہے کہ ان کے فوت ہونے پر خدا تعالیٰ نے حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ دو قائمقام کھڑے کر دیئے۔ یہ ایک طرح کی بشارت ہے جس سے آپ لوگوں کو خوش ہونا چاہئے۔''

(عرفان الٰہی۔ طبع اول۔ مشتمل بر تقریر جلسہ سالانہ فرمودہ 6 مارچ 1919ء، صفحہ 17)

1919ء کی اس قبولیت دعا کی بشارت کو سامنے رکھنے کے بعد اب ہم جب کہ 2013ء کے دور سے گزر رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ 1965ء اور 1982ء کا دور بھی گزر چکا ہے۔ تاریخ عالم میں قبولیت دعا کا ثبوت نقش ہو چکا ہے یعنی حضرت مصلح موعودؓ کی وفات (1965ء) کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ مرزا ناصر احمد صاحب آپ کے بڑے صاحبزادہ بنے۔ پھر ان کی وفات (1982ء) کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مرزا طاہر احمد صاحب بنے۔ یہ بھی آپ کے صاحبزادہ تھے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

قبولیت دعا کی تاثیر سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذاتی طور پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں واقعات میں سے ایک واقعہ مولانا عبدالمالک خاں صاحب مرحوم سابق ناظر اصلاح وارشاد کا ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

''حضرت مولوی عبدالمالک خاں صاحب مرحوم مغفور یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ 1939ء کا واقعہ ہے میں فیروزپور میں متعین تھا۔ مختصراً میں ان کی طرف سے یہ بیان کر دیتا ہوں۔ ان کی بیگم صاحبہ بہت سخت بیمار ہو گئیں۔ بچے کی پیدائش کے نتیجہ میں ان کی بڑی بیٹی فرحت پیدا ہوئی تھیں جو آج کل (یہ 1990ء کی بات ہے) حیدرآباد دکن میں ہیں۔ اس کے نتیجہ میں بے احتیاطی ہوئی۔ بخار چڑھ گیا جو انفیکشن کا بخار تھا۔ اس زمانے میں تو ابھی پنسلین وغیرہ ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ بخار اکثر مہلک ثابت ہوا کرتا تھا۔ اور بخار 108 درجہ حرارت تک پہنچ گیا۔ وہ اپنی بیوی کو ہسپتال میں چھوڑ کر سیدھا قادیان بھاگے اور (وہاں جا کر وہ کہتے ہیں) قصر خلافت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (المصلح الموعودؓ) باہر نکلے

اور کہا مالک کس طرح آئے ہو؟ اور ساتھ مجھے لے کر اندر ڈرائنگ روم میں چلے گئے جہاں حافظ مختار احمد صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیفیت ہے اور بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے دعا کی اور چند لمحے توقف فرمایا اور میرے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا مولوی صاحب اب آپ کی بیوی کو بخار نہ ہوگا۔ اس جگہ حضرت حافظ مختار احمد صاحبؓ بھی تشریف فرما تھے۔ حضور نے مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا آپ اب جاسکتے ہیں۔ اس پر حضرت حافظ صاحبؓ بھی میرے ہمراہ باہر تشریف لائے اور باہر نکل کر مجھے بتایا کہ آپ کی بیوی کو بخار پونے دس بجے ٹوٹا ہوگا کیونکہ جس لمحہ حضور نے آپ کو بشارت دی تھی اس وقت میں نے گھڑی دیکھی تو بعینہٖ اس وقت پونے دس کا وقت تھا۔ اس لئے اب آپ جائیے اور دریافت کریں کہ یہ بخار کب ٹوٹا تھا؟ آپ کہتے ہیں کہ میں واپس فیروز پور ہسپتال پہنچا جو عیسائی ہسپتال تھا۔ وہاں کی عیسائی لیڈی ڈاکٹر سے انہوں نے کہا کہ میری بیوی ٹھیک ہو چکی ہے اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کیا اس کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا تھا؟ اس نے کہا تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ ٹھیک ہو چکی ہے اور بخار پونے دس بجے ٹوٹا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ میں قادیان سے آرہا ہوں۔ اس طرح میں نے دعا کی درخواست کی تھی۔ یہ واقعہ ہوا ہے اس لئے مجھے یقین ہے۔ شاید اس امید پر کہ یہ بات جھوٹ نکلے وہ اسی وقت (حالانکہ ملاقات کا وقت نہیں تھا) ان کو ساتھ لے کر مولوی عبدالمالک خاں صاحب کو ان کے کمرے میں گئی اور بخار کا چارٹ دیکھا۔ عین نو بج کر پینتالیس منٹ پر بخار نارمل ہوا تھا اور وہ چارٹ گواہ بنا کھڑا تھا۔''

(خطبات طاہرؒ (عیدین)، صفحہ 124-125)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ از راہ شفقت قبولیت دعا کے طریق لوگوں کو سمجھایا کرتے تھے اور احباب اس سے فائدہ اُٹھا کر مستفید بھی ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا دوست محمد شاہد مرحوم نے اپنا مشاہدہ وتجربہ یوں بیان فرمایا ہے۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 16 نومبر 1956ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ دعا القاء فرمائی ہے کہ ہم قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کی رضا کی جستجو کرتے ہیں اور ساتھ ہی جناب الٰہی سے بتایا گیا کہ یہ دعا سورہ فاتحہ کا حصہ ہے۔ جو لوگ اپنی دعاؤں میں یہ فقرے پڑھیں گے ان کی دعائیں زیادہ قبول ہوں گی۔

(الفضل 23 نومبر 1956ء، صفحہ 3)

اس خطبہ کے چند ہفتے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے تحریک کشمیر کے قدیم ریکارڈ کی عکسی کاپیاں بنوانے کے لئے لاہور آنا پڑا۔ میں سید ھا بزرگ صغیر کے نامور ادیب حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فوری توجہ فرمائی اور عجائب گھر کے مشفق انچارج صاحب کے ذریعہ راتوں رات دستاویزات کے روٹوگراف (فوٹو کاپی) بنوا دیئے۔ میں حضرت شیخ صاحب کے مکان واقع رام گلی میں ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ ابھی رات کی سیاہی ہر طرف چھائی ہوئی تھی اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا کہ میں طلوع فجر سے بہت پہلے کراؤن بس کے اڈے پر پہنچ گیا۔ معلوم ہوا کہ ابھی پہلی سروس کے چلنے میں خاصی دیر ہے جس پر میں اپنے دو بیگ سنبھالے ہوئے ٹانگہ میں بیٹھ کر یونائٹڈ بس کے اڈے پر پہنچا۔ میں نے اسے کرایہ دیا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گیا اور ساتھ ہی یہ معلوم ہونے پر میرے اوسان خطا ہو گئے اور زمین پاؤں سے نکل گئی کہ وہ بیگ جس میں اصل کاغذات اور اس کے فوٹو کاپی رکھے تھے ٹانگہ میں ہی رہ گئے ہیں جس پر میں نے واپس کراؤن کے اڈے کی طرف سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ عین اس وقت جبکہ مجھ پر ایک قیامت ٹوٹ چکی تھی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میری توجہ کا رخ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان فرمودہ القائی نسخہ دعا کی طرف پھیر دیا۔ میں لاہور کی سڑکوں پر ایک اڈہ سے دوسرے اڈہ کی طرف بھاگتا چلا جارہا تھا مگر ساتھ ہی درد بھرے دل سے دعائیہ کلمات بھی پڑھتا جاتا تھا۔ سراسیمگی کے اس عالم میں دن چڑھ گیا۔ مجھے یکا یک غیبی تحریک سی ہوئی کہ موچی دروازہ میں ٹانگوں کا وسیع اڈا ہے، مجھے فی الفور وہاں جانا چاہیئے۔ میں تیزی سے وہاں پہنچا۔ واقعی اس جگہ ٹانگے بکثرت موجود تھے اور آنے جانے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ میں نے ہر ایک کوچوان سے یہی پوچھنا شروع کیا کہ میرا بیگ آپ کے ٹانگہ میں رہ گیا ہے؟ سبھی نے نفی میں جواب دیا اور اگرچہ بعض نے اظہار ہمدردی بھی کیا لیکن اکثر نے کھلا مذاق اڑایا کہ ہم تو ابھی گھر سے آرہے ہیں، ہم نے تو کوئی سواری بٹھائی ہی نہیں۔ ایک کو یہ پھبتی بھی سوجھی کہ یہ عجیب شخص ہے جو ہر ٹانگے میں بیٹھنے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ میں اس پریشان خیالی میں خاصی دیر تک سرگردان رہا کہ اچانک ایک ٹانگہ تیزی سے میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا مالک میرا بیگ تھامے نیچے اتر رہا ہے اور ساتھ ہی مجھے مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ میں صبح سے تمہاری تلاش میں ہوں۔ میں نے لاہور کا کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ یہ لو اپنی امانت!! میں اس شخص کی دیانتداری پر حیران رہ گیا۔ حق یہ ہے کہ لاہور جیسے وسیع وعریض شہر میں کسی ٹانگہ بان سے گمشدہ متاع کا دوبارہ مل جانا یقیناً ایک معجزہ تھا جو حضور انور کی القائی دعا کی برکت سے رونما ہوا۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے میں برابر یہ نظارہ دیکھ رہا ہوں کہ میری ہر دعا اس طرح قبول ہوتی ہے کہ شاید کسی اعلیٰ درجہ کے شکاری کا نشانہ بھی اس طرح نہیں لگتا۔''

(تفسیر کبیر، جلد دوم، صفحہ 451)

محمد ﷺ مصطفیٰ کی شان میں اک نعت ہو جائے

حبیب ﷺ کبریا کے نام پر اک رات ہو جائے
محمد ﷺ مصطفیٰ کی شان میں اک نعت ہو جائے

مبارک آؤ اِمشب ہم بھی ایسے رَت جگا کر لیں
کسی لمحے خدائے آسماں سے بات ہو جائے

درود و ذکرِ محبوبِ خدا کچھ اس طرح سے ہو
کہ دن پھر عید کا دن، شب، شبِ بارات ہو جائے

چڑھے سورج نیا حسنِ عمل کا اپنی دنیا میں
کہ ہر اک فکرِ شیطانی کو جس سے مات ہو جائے

مری شاخِ تمنا پر بہاروں پہ بہار آئے
جو نورِ مصطفائی کی اگر برسات ہو جائے

مری نسلوں میں دنیا کا بنے انمول ورثہ جو
عنائت حوضِ کوثر سے کوئی سوغات ہو جائے

کوئی نظرِ عنایت ہو مری ناچیز ہستی پر!
معزز دو جہانوں میں مری اوقات ہو جائے

مری عرضی تبھی مقبول ہوگی اے مرے آقا!
ترے مہر وسیلہ سے اگر اثبات ہو جائے

ظفر ایسے گدا سے شاہ بھی پھر فیض پاتے ہیں
عطا جس کو درِ احمدؐ سے کچھ خیرات ہو جائے

(مکرم مبارک احمد ظفر صاحب)

صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کا ذکرِ خیر

مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

کہنے کو تو یہ شعر کلیشے ہے کہ بار بار کی دہرائی ہوئی بات ہے مگر بعض اوقات ایسے شعروں کی معنویت ذہن کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔

ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلوگے مگر پا نہ سکوگے؟

ابھی پچھلے دنوں صاحبزادی امۃ الرشید بیگم کی وفات کی خبر سنی تو میرا بھی یہی حال ہؤا۔ سبحان اللہ کیا شخصیت تھیں۔ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نواسی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بہن اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خالہ! اس ایک وجود میں کتنے پاک رشتے یک جا ہو گئے تھے۔ اب ایسا وجود کہاں پیدا ہوگا؟

سب سے پہلے تو ان کی امی حضرت سیدہ امۃ الحئی کا ایک خط یاد آیا جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پیغام دینے کے لئے نئے خلیفہ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرض الموت کی شدت میں بھی انہیں بلا کر کہا تھا کہ میاں صاحب کو میرا پیغام دینا کہ آپ نے عورتوں میں قرآن پاک کے درس کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ کسی صورت میں بند نہ ہونے دیں۔ خط کے القاب تھے سیدی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور نیچے مکتوب نگار کا نام لکھا تھا امۃ الحئی بنت نور دین۔ یہ خط تاریخ احمدیت میں چھپا ہؤا ہے۔ کتاب میرے سامنے موجود نہیں مگر مجھے یقین ہے کہ الفاظ یہی تھے۔ نئے امام کے ساتھ انتہا کی وفاداری کا اظہار اور اپنے عظیم باپ کا صرف اسم گرامی۔ بی بی امۃ الرشید اسی ماں کی اولاد تھیں ہم کم از کم پچاس برس تک ان کی مہربانیوں اور دعاؤں کے مورد رہے ہم نے انہیں خلافت کا حد سے زیادہ عاشق اور وفادار پایا۔ ان کی زبان اور عمل سے کبھی کسی ایسی بات کا اظہار نہ ہؤا جس سے کسی بڑائی یا تفاخر کا پہلو نکلتا ہو۔

ان کے حلقۂ محبت میں آنے کی وجہ بڑی سادہ ہے۔ ان کے میاں میاں عبد الرحیم احمد صاحب نے ایک بار ہمیں یاد فرمایا اور فرمایا بی بی آپ سے کوئی بات کرنا چاہتی ہیں۔ صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب انہی کے ہاں قیام پذیر تھے ان سے دوستی اور جان پہچان تو اس زمانہ سے ہی تھی جس زمانہ میں ہم قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں کام کر رہے تھے اور صاحبزادہ موصوف ان کے دفتر میں نائب افسر تھے۔ شعر و ادب سے دلچسپی رکھنے کی وجہ سے دفتر سے باہر بھی ان سے ملنا جلنا رہتا تھا اور بعد میں بھی رہا۔ خیر ہم حاضر ہوئے۔ گھر والوں نے بڑے تپاک اور محبت سے ہمیں بیٹھک میں بٹھایا۔ اتنے میں پردہ کے پیچھے سے ایک محبت بھری آواز آئی السلام علیکم میرا نام امۃ الرشید بیگم ہے میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ ہم اپنی بیٹی عزیزہ سری کو اردو میں ایم اے کروانا چاہتے ہیں کیا آپ اسے پڑھا سکیں گے؟ ہم حیران رہ گئے کہ ابھی تو ہم نئے نئے ایم اے ہیں، کالج میں بھی ایف اے، بی اے تک کی کلاسوں کو پڑھاتے ہیں، ایم اے کے طالب علم کو پڑھانا بڑا مشکل ہوگا مگر ہم نے ہمت کر کے یہ سوچ کر ہاں کر دی کہ ایم اے کے طلباء کو پڑھنا پڑھانا خود ہی ہوتا ہے استاد تو محض اشارے اور رہنمائی ہی کرتا ہے۔ ہم نے ادب سے کہا صرف ایک شرط پر ہم یہ ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہیں کہ اس خدمت کے عوض آپ ہمیں اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ ہم نے عزیزہ امۃ البصیر کو پڑھانا شروع کر دیا اگر درمیان میں ان کی شادی نہ ہو جاتی تو وہ اچھے نمبر لے کر کامیاب بھی ہو جاتیں۔ اب تک یہ عالم ہے عزیزہ امۃ البصیر ہمیں وہی عزت اور احترام دیتی ہیں جو ایک استاد کا حق ہوتا ہے۔ پھر تو اس خاندان کے عزیزی ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد ہمارے شاگرد ہوئے عزیزہ امۃ الحئی کے میاں عزیزم ڈاکٹر خالد احمد عطا بھی میرے شاگرد ہیں۔ دوسرے دو داماد ڈاکٹر عبد المالک شمیم احمد ہمارے سکول کے کلاس فیلو تھے اور ڈاکٹر میر داؤد احمد ہمارے دوست ہیں۔ یہ شاگردیاں دوستیاں تو اپنی جگہ بی بی امۃ الرشید نے ہمیں اپنے بیٹوں کی طرح چاہا اور احترام دیا اور دعاؤں میں یاد رکھا۔ ہم جب تک ربوہ میں تھے فون پر ان سے دعا کی درخواست کرتے رہتے تھے اور دعائیں سمیٹتے رہتے تھے۔ ربوہ سے باہر سویڈن میں ہم پر دل کا بڑا شدید حملہ ہؤا ہسپتال والوں نے فوری اپریشن کا فیصلہ کیا کہنے لگے آپ کا کوئی عزیز یہاں ہے ہم نے کہا ہاں ہے اور عزیزہ امۃ الحئی کا نمبر انہیں دیا عزیزہ امۃ الحئی، اس کے میاں اور اس کے بچوں نے جس دلسوزی اور محبت اور محنت سے ہمارا خیال رکھا اور خدمت کی اس کا لفظوں میں اظہار کرنا ممکن ہی نہیں۔ اس محبت کے پیچھے بی بی امۃ الرشید کی محبت بھری تاکیدیں شامل تھیں کہ اس غریب الوطنی میں ان کا بہت خیال رکھا جائے کہ میرے بچوں کے استاد ہیں اور مجھے بہت عزیز ہیں۔ بی بی نے اپنا وعدہ نبھایا اور ہمیں ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔ یہی محبت کا تعلق میری بیوی سے بھی ہے وہ بھی ان کو بہت عزیز ہیں۔ ان کی بیماری کا سنا تو بیقرار ہو کر ربوہ سے عزیزہ امۃ الحئی کو سویڈن میں فون کیا اور خیریت دریافت کی اور حکم دیا کہ فوری طور پر ہمارے گھر جا کر ان کی طرف سے عیادت کی جائے۔ عزیزہ امۃ الحئی چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ بسوں پر سفر کرتی ہوئیں آئیں اور امی کی طرف سے عیادت کی۔

سیدی حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ان کی اس خوبی کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ حد سے زیادہ مہمان نواز تھیں۔ ہم اس کے عینی گواہ ہیں۔ کئی بار ایسا ہوا کہ کھانا میز پر لگا ہؤا ہے مگر میاں عبد الرحیم احمد صاحب تناول نہیں فرما رہے کیوں؟ اس لئے کہ کوئی مہمان ہو تو اس کے ہمراہ کھانا شروع کریں۔ ایک بار ہم کھانے کے وقت موجود تھے ہم نے کہہ دیا ہم بھی تو مہمان ہیں فرمایا نہیں آپ تو گھر کا فرد ہیں مہمان اور ہوتا ہے اور اٹھ کر باہر گئے راہ چلتے کسی آدمی کو ساتھ لے آئے کہ آیئے کھانا کھایئے۔ یہ عادت بی بی امۃ الرشید نے اپنے نانا ابا سے ورثہ میں پائی تھی۔

یہی بات کوئی چھوٹی بات تو نہیں کہ فون کر کے باقاعدگی سے

بیمار پرسی کرتی تھیں اور تاکید کرتی تھیں کہ احتیاط کریں اور پرہیز کریں دواؤں کے استعمال میں کوئی تساہل نہ دکھائیں دعائیں بھی اسی وقت کارگر ہوتی ہیں جب انسان اپنی جانب سے رعایت اسباب کا پورا خیال رکھے۔

بی بی ایک واقف زندگی کی بیوی تھیں۔ان کی دوسری بہن بی بی امۃ القیوم ایک بہت بڑے سول سرونٹ اور افسر ایم ایم احمد کے گھر والی تھیں دونوں کے دنیاوی معیار میں زمین وآسمان کا فرق تھا۔ہم نے ایم ایم احمد کا گھر تو دیکھا نہیں مگر ان کے گھر میں وہ آسودگی تھی جو حقیقی قناعت اور تقویٰ سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔جب تک ان کا اپنا مکان نہیں بنا تھا ایم ایم احمد نے اپنی ربوہ والی کوٹھی انہیں رہنے کو دے رکھی تھی اس میں رہتی تھیں مگر اپنے واقف زندگی شوہر کے معیار زندگی کے مطابق رہتی تھیں۔اور اس معیار زندگی کے باوجود یتیم اور بے سہارا بچیوں کا پالنا پوسنا اور بیاہنا بھی ان کے مشاغل وفرائض میں شامل تھا۔دو یتیم بچیوں کا تو ہمیں بھی پتہ ہے کہ کس طرح ان کے ہاں پلیں بڑھیں تعلیم حاصل کی اور انہی کے گھر سے رخصت ہو کر اپنے اپنے گھروں کی ہوگئیں اور اب ماشاء اللہ آل اولاد والی ہیں۔ابھی پچھلے برس ان کے ہاں رہنے والی ایک یتیم بچی ہمارے بھانجے کے ساتھ بیاہی گئی۔ہم بھی اس شادی میں امریکہ گئے ہوئے تھے آپ نے اس بچی کو اسی طرح اپنے گھر سے رخصت کیا جس طرح اپنی بچیوں کو مناسب جہیز دے کر رخصت کیا ہوگا۔ان کا سارا خاندان اس بچی کی شادی میں پوری طرح مصروف ومستعد رہا حالانکہ بات صرف اتنی سی تھی کہ وہ یتیم بچی پاکستان سے آئی اور ایک سال سے بھی کم عرصہ تک ان کی خدمت اور دیکھ بھال پر مامور رہی آپ نے اس کی ماں بن کر اس کے لئے رشتہ ڈھونڈا اور بیاہ دیا۔بی بی مجھے اور نسیم مہدی سے کہنے لگیں اب تو آپ سے سمدھیانہ بھی ہوگیا۔بچی کو اسی طرح پیار سے گلے لگا کر رخصت کیا جیسے مائیں اپنی بیٹیوں کو کرتی ہیں۔ان کی وفات پر وہ بچی امریکہ کے دوسرے کونے سے سفر کر کے اپنی مہربان ماں کے جنازے پر پہنچی۔

بی بی شاعرہ بھی تھیں۔ہمارا خیال تھا صرف سخن فہم ہیں مگر دو چار برس پہلے امریکہ کے ایک مشاعرہ میں ہم مدعو تھے منتظمین نے اعلان کیا کہ اب صاحبزادی امۃ الرشید کا کلام فلاں صاحب سنائیں گے تو ہم حیران رہ گئے۔نہایت پختہ کلام تھا۔مشاعرہ کے بعد ہم دعائیں لینے کو انہیں ملنے گئے تو ہم نے حیرت کا اظہار کیا کہ آپ نے اپنا یہ کمال ہم سے بھی چھپائے رکھا۔فرمانے لگیں کبھی کبھار لکھ لیتی ہوں مگر چھپوانے کی خواہش نہیں ہوتی ابا حضور کو تو اس بات کا پتہ تھا انہوں نے کبھی روکا نہیں۔اب ان کی اولاد کا فرض ہے کہ وہ ان کے کلام کو ضائع نہ ہونے دے۔

ان کی سخن فہمی کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک بار ہم لاہور گئے ہوئے تھے واپس آئے تو عزیزی میاں ظہیر الدین منصور احمد کا ایک خط پڑا تھا اس میں لکھا تھا کہ امی نے بڑے اصرار سے حبیب جالب کو ربوہ بلانے کا کہا تھا وہ آئے ہوئے ہیں آپ تشریف لائیں۔حبیب جالب تو اس وقت تک ربوہ سے واپس جاچکے تھے مگر یہ جان کر خوشی ہوئی کہ حبیب جالب کے کڑے وقت میں ان کی مدد کرنے کا اس سے بہتر طریق اور کیا ہوسکتا تھا کہ انہیں بلایا جائے ربوہ میں تو مشاعرے ہو نہیں سکتے تھے مگر اس کے بعد اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ربوہ میں مشاعرے کرنے کی اجازت مل گئی اور ہم نے عوامی مشاعرے میں بھی حبیب جالب کو مدعو کیا اور وہ آئے۔محمود ہال میں ہونے والا وہ مشاعرہ غالباً حبیب جالب کا آخری مشاعرہ تھا اس کے بعد تو وہ زیادہ بیمار ہوگئے اور مشاعروں میں جانے کے قابل ہی نہیں رہے۔یادش بخیر اس مشاعرہ میں دوسرے مشہور شعرا کے علاوہ منیر نیازی قتیل شفائی، حبیب جالب شرکت کے لئے لاہور سے آئے تھے ہمارے ربوہ کے ریزیڈنٹ مجسٹریٹ اور چنیوٹ کے اے سی جو مشاعرے کی پہلی صفوں میں بیٹھے تھے حیران تھے کہ ایسے بڑے بڑے شعراء ربوہ کے مشاعرے میں شرکت کے لئے کیسے آگئے ہیں؟ میں نے انہیں بتایا کہ اے کاش آپ نے ہمارے کالج کے اچھے زمانے کے مشاعرے دیکھے ہوتے تو آپ لوگوں کو حیرت نہ ہوتی! حبیب جالب کو ربوہ بلانے میں اولیت کا سہرا بی بی امۃ الرشید کے ذوقِ سلیم کے سر ہے۔

بی بی امۃ الرشید کی باتوں میں عجیب کشش تھی۔پردہ کے پیچھے سے بات کر رہی ہوں یا ٹیلیفون پر گفتگو ہو رہی ہو بات ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا جی چاہتا تھا کہ آپ بولتی رہیں اور ہم سنتے رہیں۔گفتگو کا موضوع جماعت اور جماعت کے افراد اور جماعت کا ماحول ہی ہوتے اس دائرہ سے کبھی باہر نہیں جاتی تھیں۔میں اپنے قلم سے یہ بات لکھتا ہوا اچھا نہیں لگتا ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ جب بھی ہماری گفتگو ہوتی بات کا رخ ہماری کتاب ''احمدیہ کلچر'' کی طرف موڑ لیتیں اور اس میں بیان کردہ باتوں کی تصدیق میں اپنے واقعات وتجربات بیان فرماتیں اگر اس کتاب کا نیا ایڈیشن طبع ہونے کی نوبت آئی تو بہت سی ایسی باتیں اس میں معرض بیان میں آئیں گی جن کا بیان اور جن کی تصدیق بی بی امۃ الرشید نے کی ہوگی۔

صاحبزادی امۃ الرشید کی تربیت کا فیض ہے کہ ان کی اولاد بھی دینداری اور قناعت کے اوصاف سے متصف ہے۔سب ہی جماعت کی اپنی سی خدمت کرتے ہیں کیا بیٹیاں کیا بیٹا کیا داماد سب جماعت کی طرف سے مفوضہ فرائض خوش اسلوبی سے ادا کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا حافظ وناصر ہو۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ۔29 نومبر 2013ء)

مصلح موعودؓ : ایک ماہِ تمام

تھی خبر جس کی صحائف میں تو وہ محمودؓ تھا
تو وہی مصلح مقدس تھا وہی موعود تھا

جس قدر خبریں مسیحؑ کی آمدِ ثانی کی تھیں
ان سبھی خبروں میں تیرا تذکرہ موجود تھا

سب حدیثوں کی کُتب میں ذکر ہے تیرا لکھا
اس سے ثابت ہے کہ رتبہ تھا ترا بے حد بڑا

تو دعاؤں کا ثمر تھا مہدیِ معہود کی
کس طرح عرشیؔ بیاں تعریف ہو محمودؓ کی

نیم باز آنکھیں تھیں گو نصرت جہاں کے لال کی
پھر بھی رکھتی تھیں خبر ہر چیز کے پاتال کی

حُسن و احساں میں مسیحؑ پاک کی تصویر تھا
دیں کی غیرت میں مگر تو اک کھلی شمشیر تھا

تو کہاں اک فرد تھا، اک عہد تھا اک دور تھا
رخ بدل دیتے ہیں جو دنیا کا،وہ شہ زور تھا

کارنامے تیرے لکھ پاؤں نہیں میرا مقام
ہے قلم میرا شکستہ اور تو ماہِ تمام

میرے پیارے تجھ کو کرتی ہوں عقیدت سے سلام
عجز آڑے آگیا مجھ میں نہیں تابِ کلام

(محترمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحریک جدید

مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب، مشنری آٹوا ہ

تحریک جدید وہ بابرکت تحریک ہے جس کی بنیاد خود خدائے بزرگ و برتر نے رکھی ۔ جس کے مستقبل میں عظیم الشان نتائج نکلنے تھے ۔ اور جس کے ذریعہ جماعت کو فتح وظفر کی کلید ملنی تھی اور دشمن ناکام ونامراد ہونا تھا۔ جس سے ایک نظام نو کا اجرا ہونا تھا اور قوموں کی زندگی بدلنی تھی یہی وہ گھڑی ہے جس کے بارہ میں حضرت فضلِ عمر یعنی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی زندگی میں جو خاص کامیابیاں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں ان میں ایک اہم کامیابی تحریک جدید کو عین وقت پر پیش کر کے مجھے حاصل ہوئی اور یقیناً میں سمجھتا ہوں جس وقت میں نے یہ تحریک کی وہ میری زندگی کے خاص مواقع میں سے ایک موقع تھا اور میری زندگی کی بہترین گھڑیوں میں سے ایک گھڑی تھی۔“

(روزنامہ الفضل قادیان ۔8 فروری 1936ء)

پس قارئین کرام آیئے اب دیکھتے ہیں کہ وہ کون سے محرکات تھے کہ جو اس بابرکت تحریک کا موجب بنے ؟ نیز کیا وجوہات تھیں جن کی وجہ سے خدا تعالی نے حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کی راہنمائی اس بابرکت تحریک کی طرف فرمائی ؟

1- پس منظر

نبی کریم ﷺ نے جو مسیح کے آنے کی پیشگوئی فرمائی اور اس میں اس زمانہ کی کچھ علامات بھی بیان فرمائیں ان میں سے ایک علامت عُلَمَآءُ هُمْ شَرٌّمَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ (کنز العمال) یعنی ان کے علما آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت زمانہ خلافت میں ایک ایسی بدقسمت ”مجلس“ اس پیشگوئی کا باعث ہوئی ۔ جی ہاں ” مجلس احرار“۔ ان کے نام نہاد علما نے جھوٹ وفریب کو اس بے دردی سے اور بے دریغ استعمال کیا کہ جھوٹ بولنا تو ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان نام نہاد علما کو مذہب اور اس صادق القول یعنی آنحضرت ﷺ کا نام لے کر جھوٹ بولتے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہوئے شرم نہ آئی ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت اور آپ کے جانشین جو کہ لوگوں کو ہدایت اور روشنی کی طرف دعوت دیتے تھے، آپؑ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ۔ اور اپنے تمام قویٰ اور صلاحیتیں صرف اس مقصد کے لئے وقف کردیں کہ اس نور اور روشنی کو پھیلنے نہ دیں گے اور اس جماعت کا جو نور کی مشعل ہے استیصال کر کے چھوڑیں گے ۔ انہی جیسے نادان اور کم عقل لوگوں کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ:

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ (سورة التوبه 9 : 32)

یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔

یادرکھو اے کم فہمو ! واللہ متم نورہ کون ہے جو اللہ کے نور کو بجھا سکے؟ پس جو کوئی بھی خدا تعالیٰ کے اس نور کو بجھانے کی کوشش کرے گا وہ ناکام اور نامراد اور ذلیل ورسوا ہوگا۔

2- سیاسی مخالفت

مجلس احرار کی جب دینی مخالفت سے کچھ بن نہ پڑی تو اپنا رنگ گرگٹ کی طرح تبدیل کیا اور سیاست کا لبادہ اوڑھ کر اس کی مخالفت شروع کی ۔ انہی نے کانگریس کا نمک کھایا اور مسلمانوں کے مفادات کے خلاف کانگریس کی ہاں میں ہاں ملائی ۔ جی یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بڑے بڑے دعوے کئے کہ ہم پاکستان کی ”پ“ بھی نہ بننے دیں گے ۔ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنایا گیا تو مجلس احرار نے سوچا کہ احمدی سیاسی طور پر بھی سب کچھ لے جائیں گے ۔ تاہم اس وقت ان کو کانگریس اور مخالف ریاستوں کی سرپرستی اور اشیر باد پہلے سے بڑھ کر حاصل ہوگئی۔ پھر آہستہ آہستہ ان کو حکومت سے بھی امداد ملنی شروع ہوگئی۔

3- مجلسِ احرار کے مقاصد

مجلس احرار نے جماعت کی مخالفت کو اب سیاسی رنگ دے کر ایک نیا محاذ کھول دیا۔ کیونکہ مذہبی طور پر اُن کی یہ حالت تھی کہ انہیں گاندھی جی میں رسولوں والے فضائل واخلاق نظر آتے تھے ۔ چنانچہ اُن کے ایک مشہور مولوی صاحب (مولوی حبیب الرحمان لدھیانوی) اپنے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

”احمدی اپنی سیاسی طاقت کو بڑھا کر اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ ہماری اور گورنمنٹ کی سیاسی طاقت کو یہ آہستہ آہستہ چھین رہے ہیں ۔ ... ہم نے ان کی طاقت کو دبانا اور سیاسی قوت کو تباہ کرنا ہے ۔ ... ہم نے ایک سال کے لئے عہد کرلیا ہے کہ نہ چماروں کو نہ ہندوں اور سکھوں کو نہ عیسائیوں کو تبلیغ کریں گے اور نہ ان کے پاس جائیں گے صرف استیصال مرزائیت کریں گے۔“

(بحوالہ روزنامہ الفضل قادیان ۔ 29 مارچ 1934ء)

یہ کہ 1934ء میں ہونے والی تبلیغی کانفرنس میں مجلس احرار نے بڑی تعلّی سے یہ اعلان کیا کہ:

”ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔“

” ہم منارة المسیح کی اینٹیں دریائے بیاس میں بہادیں گے۔“

”قادیان اور اس کے گرد ونواح سے احمدیت کا نام ونشان ختم کر دیں گے۔“

قارئین کرام ! یہ تھے مجلس احرار کے لیڈروں کے ناپاک ارادے اور جھوٹے بیان جو کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جماعت احمدیہ کے مقابلہ پر میدان میں آئے اور بڑے بڑے دعوے کرنے والے خوب جانتے تھے کہ ان کو ہندو سیٹھوں کا سرمایہ، گاندھی، نہرو، مختلف ریاستوں اور حکومتوں کی امداد حاصل تھی۔

4- تحریک جدید کے اجرا سے قبل مشکلات

ایک طرف احرار جن کو دنیاوی طور پر ہر قسم کے ذرائع اور وسائل اور مال ومتاع حاصل تھا اور دوسری طرف وہ جماعت جس کا ایک حصہ کچھ عرصہ قبل کٹ کر الگ ہو چکا تھا اور ابھی جماعت اس سانحہ سے سنبھل رہی تھی کہ احرار کا فتنہ شروع ہوگیا ۔ اس وقت

جماعت غریب تھی اور اس کے دنیاوی ذرائع اور وسائل بھی محدود تھے۔ اب ہوا یہ کہ احرار نے قادیان یعنی احمدیوں کے مرکز میں آ کر تبلیغی کانفرنس کی۔ اس وجہ سے حضور نے جماعت کو مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے حکم دیا۔ جس کے سبب انہوں نے حکومت کے ذریعہ جماعت اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزامات لگائے کہ (نعوذ باللہ) امنِ عامہ میں خلل ڈال رہے ہیں۔ غرضیکہ تحریک جدید کے آغاز سے قبل جماعت کو طرح طرح کی مشکلات کا سامنا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ تحریک ایسی تکلیف کے وقت میں شروع کی گئی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کی ساری طاقتیں جماعت احمدیہ کو مٹانے کے لئے جمع ہوگئی ہیں ایک طرف احرار نے اعلان کر دیا کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو مٹا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور وہ اس وقت تک سانس نہ لیں گے جب تک مٹا نہ لیں۔ دوسری طرف جو لوگ ہم سے ملنے جلنے والے تھے۔ اور بظاہر ہم سے محبت کا اظہار کرتے تھے انہوں نے پوشیدہ بغض نکالنے کے لئے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سینکڑوں اور ہزاروں روپوں سے ان کی امداد کرنی شروع کر دی۔ اور تیسری طرف سارے ہندوستان نے ان کی پیٹھ ٹھونکی۔ یہاں تک کہ ایک ہمارا وفد گورنر پنجاب سے ملنے کے لئے گیا تو اسے کہا گیا کہ تم لوگوں نے احرار کی اس تحریک کی اہمیت کا اندازہ نہیں لگایا۔ ہم نے محکمہ ڈاک سے پتہ لگایا ہے۔ پندرہ سو روپیہ روزانہ ان کی آمدنی ہے۔ تو اس وقت گورنمنٹ انگریزی نے بھی احرار کی فتنہ انگیزی سے متاثر ہو کر ہمارے خلاف ہتھیار اٹھا لیے اور یہاں کئی بڑے بڑے افسر بھیج کر اور احمدیوں کو رستے چلنے سے روک کر احرار کا جلسہ کرایا گیا۔''

(تقریر فرمودہ 27 دسمبر 1943ء بحوالہ سوانح فضل عمرؓ جلد سوم صفحہ 297)

5- تحریک جدید ایک الٰہی تحریک

ان سخت ایام میں جب کہ جماعت پر مصائب اور تکالیف کے گھرے بادل چھائے ہوئے تھے تب جماعت نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں خدائے بزرگ و برتر کے حضور کثرت سے دعائیں کیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کی قدیم سے سنت چلی آ رہی ہے کہ وہ اپنے بندوں اور پیاروں کی تضرعات کو سنتا ہے اور کبھی بھی ان کو ناکام و نامراد نہیں ہونے دیتا۔ چنانچہ اس مشکل لمحہ میں بھی خدا نے اپنی تائید و نصرت فرمائی۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مبارک رؤیا دیکھیں ایک میں آپ نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کو رؤیا میں دیکھا اور انہوں نے ہر قسم کی قربانی کرنے کا عہد کیا اور دوسری رؤیا میں آپ نے ڈاکٹر فضل کریم صاحب کو دیکھا۔ ان دونوں رؤیا کے بارے میں حضورؓ نے فرمایا کہ ان کا تعلق تحریک جدید سے ہے اور اس کی تاویل یہ ہے کہ تحریک جدید سے جماعت احمدیہ کو فتح و ظفر حاصل ہوگی اور اس میں خدا تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہوگا۔

پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ:

''تحریک جدید ایک ہنگامی چیز کے طور پر میرے ذہن میں آئی تھی اور جب میں نے اس تحریک کا اعلان کیا ہے اس وقت خود مجھے بھی اس تحریک کی کئی حکمتوں کا علم نہیں تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک نیت اور ارادہ کے ساتھ میں نے یہ سکیم جماعت کے سامنے پیش کی تھی۔ کیونکہ واقعہ یہ تھا کہ جماعت کی ان دنوں حکومت کے بعض افسروں کی طرف سے شدید ہتک کی گئی تھی اور سلسلہ کا وقار خطرے میں پڑ گیا تھا۔ پس میں نے چاہا کہ جماعت کو اس خطرہ سے بچاؤں۔ مگر بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی رحمت انسانی قلب پر تصرف کرتی ہے اور روح القدس اس کے تمام ارادوں اور کاموں پر حاوی ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں میری زندگی میں بھی ایسا ہی واقعہ تھا جب کہ روح القدس میرے دل پر اترا اور وہ میرے دماغ پر ایسا حاوی ہو گیا کہ مجھے یوں محسوس ہوا گویا اس نے مجھے ڈھانک لیا ہے اور ایک نئی سکیم ایک دنیا میں تغیر پیدا کرنے والی سکیم میرے دل پر نازل کر دی اور میں دیکھتا ہوں کہ میری تحریکِ جدید کے اعلان سے پہلے کی زندگی اور بعد کی زندگی میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 7 اپریل 1939ء)

6- تحریک جدید کے اجرا سے قبل حضورؓ کی جماعت کو نصائح

تحریک جدید ایک الٰہی تحریک ہے۔ اور مؤید من اللہ ہے اس لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے اس کے اجرا سے قبل جماعت کو ذہنی طور پر اس عظیم الشان تحریک کے اغراض و مقاصد لئے مستعد کرنا شروع کر دیا تھا۔

آپؓ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اس سے پہلے میں آپ لوگوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ احمدی کہلاتے ہیں۔ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی چنیدہ جماعت ہیں۔ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے مامور پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آپ نے اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر رکھے ہیں۔ اور آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان تمام قربانیوں کے بدلے اللہ تعالیٰ سے آپ نے جنت کا سودا کر لیا ہے یہ دعویٰ آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر دوہرایا۔ بلکہ آپ میں سے ہزاروں انسانوں نے اس عہد کا ابتدا میرے ہاتھ پر کی ہے۔ کیونکہ وہ میرے ہی زمانہ میں احمدی ہوئے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہاری بیویاں، تمہارے عزیز و اقارب، تمہارے اموال اور تمہاری جائیدادیں تمہیں خدا اور اس کے رسول سے زیادہ پیاری ہیں تو تمہارے ایمان کی کوئی حقیقت نہیں۔

یہ ایک معمولی اعلان نہیں بلکہ اعلانِ جنگ ہوگا ہر اس انسان کے لئے جو اپنے ایمان میں ذرہ بھر بھی کمزوری رکھتا ہے۔ یہ اعلانِ جنگ ہوگا ہر اس شخص کے لئے جس کے دل میں نفاق کی کوئی بھی رگ باقی ہے، لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے تمام افراد اِلا ماشاء اللہ سوائے چند لوگوں کے سب سچے مومن ہیں۔ اور اس دعوے پر قائم ہیں جو انہوں نے بیعت کے وقت کیا اور اس دعوے کے مطابق جس قربانی کا بھی ان سے مطالبہ کیا جائے گا اسے پورا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 23 اکتوبر 1934ء)

الغرض تحریک جدید وہ عظیم الشان اور بابرکت تحریک ہے جس کا اجرا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے دور میں فرمایا جو جماعت پر نہایت ہی مشکل اور کٹھن تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا جماعت احمدیہ کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنی خاص تائید فرماتے ہوئے اس تحریک کے ذریعہ دشمنوں کے تمام مقاصد اور ارادوں کو پاش پاش کر دیا نیز عدو پر ایک مرتبہ پھر واضح کر دیا کہ خدا اس جماعت کے ساتھ ہے اور خدا اپنے خلیفہ کے ساتھ ہے۔ پس تحریک جدید، جماعت احمدیہ کی سچائی کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عظیم الشان احسان کے بدلہ میں آپ پر فضل و کرم و سلامتی فرمائے اور آپؓ کے درجات بلند فرمائے۔ اور جماعت کو اس بابرکت تحریک کے مقاصد کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے اور عظیم الشان قربانیاں کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پیش گوئی مصلح موعود کی عظیم الشان باون علامات

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے مصلح موعود ہونے کا 1944ء میں اعلان فرمایا۔ چنانچہ 28 دسمبر 1944ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان میں تقریر فرمائی۔ جس میں آپؓ نے یہ باون علامات بیان فرمائیں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''چنانچہ اگر اس پیشگوئی کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی میں آنے والے موعود کی یہ یہ علامتیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قدرت کا نشان ہوگا۔

دوسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ رحمت کا نشان ہوگا۔

تیسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قربت کا نشان ہوگا۔

چوتھی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فضل کا نشان ہوگا۔

پانچویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ احسان کا نشان ہوگا۔

چھٹی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحبِ شکوہ ہوگا۔

ساتویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحبِ عظمت ہوگا۔

آٹھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ صاحبِ دولت ہوگا۔

نویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مسیحی نفس ہوگا۔

دسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

گیارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔

بارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہوگا۔

تیرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت ذہین ہوگا۔

چودھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت فہیم ہوگا۔

پندرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دل کا حلیم ہوگا۔

سولھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علومِ ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔

سترھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علومِ باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

اٹھارویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔

انیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ دوشنبہ کا اس کے ساتھ خاص تعلق ہوگا۔

بیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فرزند دلبند ہوگا۔

اکیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ گرامی ارجمند ہوگا۔

بائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الاول ہوگا۔

تیئیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ مَظْھَرُ الْآخِر ہوگا۔

چوبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مَظْھَرُ الْحَق ہوگا۔

پچیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مَظْھَرُ الْعُلَاء ہوگا۔

چھبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاء کا مصداق ہوگا۔

ستائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول بہت مبارک ہوگا۔

اٹھائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

انتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نور ہوگا۔

تیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خدا کی رضامندی کے عطر سے ممسوح ہوگا۔

اکتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا اس میں اپنی روح ڈالے گا۔

بتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔

تینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

چونتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

پینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

چھتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

سینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔

اڑتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دیر سے آنے والا ہو گا۔

انتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دور سے آنے والا ہو گا۔

چالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فخرِ رسل ہوگا۔

اکتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی ظاہری برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

بیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اُس کی باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

تینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ یوسف کی طرح اس کے بڑے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔

چوالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر الدولہ ہوگا۔

پینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ شادی خاں ہوگا۔

چھیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عالمِ کباب ہوگا۔

سینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

اڑتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ العزیز ہوگا۔

انچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے وہ کلمۃ اللہ خاں ہوگا۔

پچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ناصر الدین ہوگا۔

اکیاونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فاتح الدین ہوگا اور

باونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیرِ ثانی ہوگا۔''

یہ علامتیں ہیں جو اس پیشگوئی میں آنے والے کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ علامتیں تو ایسی ہیں جو صرف مومنوں کے متعلق ہیں اور وہی ان کی صداقت کی گواہی دے سکتے ہیں۔ لیکن بعض علامتیں ایسی ہیں جو نہ ماننے والوں کے متعلق ہیں اور ان علامات کو پیش کر کے اُن پر حجت تمام کی جاسکتی ہے۔

(الموعود۔ انوار العلوم، جلد نمبر 17، صفحہ 529۔532)

جامعہ احمدیہ کینیڈا

ماہ نومبر و دسمبر 2013ء کی رپورٹ

مرتبہ: نجیب اللہ ایاز، متعلم درجہ ثانیہ

علمی وتربیتی لیکچرز

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء کے علمی وتربیتی معیار کو بہتر بنانے کے لئے تسلسل کے ساتھ مختلف محقق علمی وتحقیقی موضوعات پر لیکچرز دیتے ہیں۔ ماہ نومبر و دسمبر 2013ء میں جامعہ احمدیہ کینیڈا میں لیکچرز دینے والے علماء اکرام کے نام اور ان کے عناوین مندرجہ ذیل ہیں۔

لیکچرار	عنوان
مکرم ہدایت اللہ ہادی صاحب یارک یونی ورسٹی	اصول تحقیق اور تحقیقی مقالہ جات کی تحریر کے لئے ضروری امور
مکرم ہادی علی چوہدری صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا	حقیقتِ محمدیت وحقیقت احمدیت

علمی وتحقیقی سیمینارز

تعلیمی سال کے آغاز سے تسلسل کے ساتھ درجہ خامسہ کے طلباء مختلف علمی وتحقیقی موضوعات پر اپنے مقالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ ان سیمینارز میں جامعہ احمدیہ کینیڈا کے اساتذہ کے علاوہ دیگر جج صاحبان کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ ان سیمینارز میں جج صاحبان نے طلباء کی تقاریر اور ان کی پیشکش کو بغور سنا، ان کے متعلق طلباء سے سوالات کئے اور طلباء کو اپنی قیمتی آراء سے بھی نوازا۔ ماہ نومبر و دسمبر 2013ء میں ہونے والے سیمینارز میں تقاریر کرنے والے طلباء کے نام نیز ان کے عناوین مندرجہ ذیل ہیں۔

طالب علم کا نام	عنوان
حسن خواجہ	ویدوں میں آنحضرت ﷺ کے متعلق پیشگوئیاں
علی احمد رضا	ہم جنس پرستی کے مسائل
رضوان احمد سید	پیسہ کی موجودہ شکل کیسے بنی

مقابلہ مضمون نویسی بزبان انگریزی

الجمعیة العلمیه کے تحت مورخہ یکم نومبر 2013ء کو مقابلہ مضمون نویسی بزبان انگریزی منعقد ہوا جس میں ہر ایک ٹیوٹوریل گروپ سے دو طلباء نے حصہ لیا۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا میں طلباء کے کل پانچ ٹیوٹوریل گروپ ہیں۔ اس مقابلہ میں پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء نیز ان کے گروپس کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

اول	فراست احمد	متعلم درجہ ثانیہ، امانت گروپ
دوم	صاحب علی راجپوت	متعلم درجہ ثانیہ، رفاقت گروپ
سوم	علی احمد رضا	متعلم درجہ خامسہ، صداقت گروپ

مقابلہ تقریر فی البدیہہ بزبان اردو

مورخہ 17 نومبر 2013ء کو مقابلہ فی البدیہہ بزبان اردو منعقد ہوا جس میں ہر ایک ٹیوٹوریل گروپ سے دو طلباء نے حصہ لیا۔ اس مقابلہ میں پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

اول	نجیب اللہ ایاز	متعلم درجہ ثانیہ، رفاقت گروپ
دوم	علی احمد رضا	متعلم درجہ خامسہ، صداقت گروپ
سوم	عاطف زاہد	متعلم درجہ رابعہ، دیانت گروپ

مقابلہ مضمون نویسی بزبان اردو

مورخہ 19 نومبر 2013ء کو مقابلہ مضمون نویسی بزبان اردو منعقد ہوا جس میں ہر ایک ٹیوٹوریل گروپ سے دو طلباء نے حصہ لیا۔ اس مقابلہ میں پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

اول	عاطف زاہد	متعلم درجہ رابعہ، دیانت گروپ
دوم	ثاقب ظفر	متعلم درجہ رابعہ، دیانت گروپ
سوم	طارق نسیم احمد	متعلم درجہ ثالثہ، امانت گروپ

جلسہ سیرت النبی ﷺ

مورخہ 23 نومبر 2013ء کو پیس ویلیج یارک امارت کے تحت منعقد ہونے والے جلسہ سیرت النبی ﷺ میں طلباء کی ایک ٹیم نے شرکت کی۔ اس جلسہ کا انعقاد Toronto Center for the Arts میں ہوا۔ یہ جلسہ دورانِ سال ٹورانٹو میں منعقد ہونے والے جلسہ سیرت النبی ؐ کی کڑی تھا۔ جلسہ کی تیاری اور انعقاد میں بھی جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء نے بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ طلباء کی ٹیموں نے مورخہ 3، 10 اور 17 نومبر کو جلسہ گاہ کے ارد گرد آبادی میں پمفلٹ تقسیم کئے۔ نیز طلباء جامعہ احمدیہ کینیڈا نے شاملین جلسہ کے ساتھ گفتگو کی اور سوالات کے جوابات دیئے۔

عربی کیمپ

درجہ ممہدہ اور اولیٰ کے طلباء کے لئے عربی زبان کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے گزشتہ 2 سالوں سے عربی کیمپ کا انعقاد ہو رہا ہے۔ امسال بھی عربی کیمپ کا انعقاد مورخہ 12 تا 20 دسمبر کو آٹوا میں ہوا۔ اس کیمپ میں درجہ ممہدہ و اولیٰ کے کل 17 طلباء نے شرکت کی۔ اس کیمپ میں جامعہ احمدیہ کینیڈا کے اساتذہ مکرم الحسن صاحب، مکرم عبدالرزاق فراز صاحب اور مکرم حافظ ہبۃ الرحمن صاحب نے بھی شرکت کی۔ کیمپ کے نگران مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا تھے۔ کیمپ کے دوران طلباء کی کلاسیں لی گئیں نیز طلباء کو عربی میں بات چیت کرنا اور عربی قواعد سکھائے گئے۔

موسمِ سرما کی تعطیلات

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے پہلے سمسٹر کے امتحانات مورخہ 3 تا 21 دسمبر 2013ء منعقد ہوئے۔ امتحانات کے آخری روز جامعہ احمدیہ کینیڈا کے پہلے سمسٹر کا اختتام ہوا۔ آخری روز پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا نے موسمِ سرما کی چھٹیوں کا اعلان کیا اور دعا کروائی۔

دیگر مصروفیات

☆ 11 نومبر 2013ء کو جامعہ احمدیہ کینیڈا کے تحت جنگِ عظیم اوّل میں اپنی خدمات پیش کرنے والے افواج کینیڈا کے جوانوں کی یادگار میں Remembrance Day منایا گیا۔

(باقی صفحہ 25)

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے جلد از جلد اعلانات لکھ کر بھجوایا کریں۔ اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

ولادتیں

☆ عاشر چراغ حکیم ڈوگر

12 دسمبر 2013ء کو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے Associate Vice President TD Bank مکرم عامر حکیم ڈوگر صاحب اور ریجنل سیکرٹری ناصرات لجنہ اماء اللہ مکرمہ نصرت محمود صاحبہ کو چار بیٹیوں کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے یہ بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس بچے کا نام ''عاشر چراغ حکیم ڈوگر'' عطا فرمایا ہے۔

عزیزم نومولود عاشر چراغ حکیم ڈوگر سلمہ اللہ تعالیٰ مکرم عبدالحکیم ڈوگر صاحب سیکرٹری امور خارجیہ نیو مارکیٹ جماعت کا پوتا اور مکرم چوہدری محمود احمد صاحب ایم ایس سی، مسس ساگا نارتھ کا نواسہ ہے۔

ادارہ اس ولادت باسعادت کے موقع پر نومولود عاشر چراغ سلمہ کے تمام اعزا و اقارب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔

☆ دانیال احمد

17 دسمبر 2013ء کو مکرم عرفان احمد صاحب اور مکرمہ سعیدہ عرفان صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ عزیزم کا نام ''دانیال احمد'' تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم سعید احمد قمر صاحب، میپل کا پوتا اور مکرم مقصود احمد صاحب، وان ایسٹ کا نواسہ ہے۔

☆ نافع رایان رانا

23 دسمبر 2013ء کو مکرم رانا نوید عثمان صاحب کارکن آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ کینیڈا اور مکرمہ رضوانہ سلمیٰ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ عزیزم کا نام ''نافع رایان رانا'' تجویز ہوا ہے۔ یہ بچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی مبارک سکیم میں شامل ہے۔

نومولود مکرم رانا شمشاد احمد صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس کا پوتا اور مکرم بشارت احمد چوہدری صاحب ربوہ کا نواسہ ہے۔

ادارہ اس ولادت کے موقع پر نومولود نافع رایان رانا سلمہ کے تمام اعزا و اقارب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔

☆ انیقہ احمد

11 جنوری 2014ء کو مکرم مولانا شکور احمد بلوچ صاحب مشنری ویسٹرن اونٹاریو ریجن مقیم ہملٹن اور مکرمہ ملیحہ حسن صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بیٹے کے بعد پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس بچی کا نام ''انیقہ احمد'' عطا فرمایا۔ یہ بچی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی مبارک سکیم میں شامل ہے۔

عزیزہ انیقہ سلمہا اللہ تعالیٰ مکرم غلام نبی عادل صاحب ہملٹن ساؤتھ کی پوتی اور مکرم غلام حسن صاحب جرمنی کی نواسی ہے۔

ادارہ اس ولادت کے موقع پر نومولودہ کے تمام عزیز و اقارب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے، نیک خادم دین بنائے اور اپنے والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین۔

تقریب آمین

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم اورنگ زیب خان آغوش صاحب اور مکرمہ رابعہ حمید صاحبہ ہملٹن نارتھ کے صاحبزادے عزیزم عطار احمد خان سلمہ نے 27 دسمبر 2013ء کو 3 سال اور 7 ماہ کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کیا۔ عزیزم اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ نو تحریک میں شامل ہے۔ اس بچے کو قرآن پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ کو ملی۔ یہ بچہ مکرم محمد صادق خان صاحب مرحوم ڈیرانوالہ کا پوتا اور مکرم حمید احمد چوہدری صاحب ہملٹن ساؤتھ کا نواسہ ہے۔

28 دسمبر 2013ء کو مسجد نور ہملٹن میں مکرم عبدالحمید وڑائچ صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس بچے کی آمین کرائی۔ اس تقریب میں جماعت کے دیگر دوستوں نے بھی شرکت فرمائی۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ عزیزم عطار احمد خان کو قرآن کریم سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرم فضل محمود شیخ صاحب

8 جنوری 2014ء کو مکرم فضل محمود شیخ صاحب ووڈبرج 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

محترم ملک لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 10 جنوری 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ کے بعد نیشنل قبرستان میں تدفین ہوئی اور محترم امیر صاحب نے ہی دعا کروائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ نذیراں بیگم صاحبہ اور چار بیٹے مکرم شیخ زاہد محمود صاحب ووڈبرج، مکرم شیخ راشد محمود صاحب وان ویسٹ، مکرم شیخ شاہد محمود صاحب یوکے اور مکرم شیخ حامد محمود صاحب پاکستان اور ایک بیٹی مکرمہ قدسیہ محمود صاحبہ ووڈبرج یادگار چھوڑے ہیں۔

جنازہ غائب

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 3 جنوری 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم رفیع احمد صاحب

18 دسمبر 2013ء کو مکرم رفیع احمد صاحب، نیوجرسی میں 68 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن کامتی صاحب کے بیٹے اور مکرم کیپٹن احمد سلیم صاحب ٹورانٹو ایسٹ کے چھوٹے بھائی تھے۔

☆ مکرمہ ثمینہ چوہدری صاحبہ

26 دسمبر 2013ء کو مکرمہ ثمینہ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم خالد پرویز چوہدری صاحب وینکوور میں 45 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ، مکرم محمد نواز باجوہ صاحب سابق سیکرٹری مال وینکوور کی صاحبزادی تھیں۔

☆ مکرم وقاص باجوہ صاحب

26 دسمبر 2013ء کومکرم وقاص باجوہ صاحب وینکوور میں 30 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم، مکرم شوکت نواز باجوہ کا بیٹا اور مکرم محمد نواز باجوہ صاحب سابق سیکرٹری مال وینکوور کا پوتا تھا۔

☆ مکرمہ طاہرہ نورالحق صاحبہ

26 دسمبر 2013ء کومکرمہ طاہرہ نورالحق صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا شیخ نورالحق صاحب مرحوم مالٹا میں 74 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ محترمہ امۃ المنان صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد جاوید وڑائچ صاحب، پیس ولیج ساؤتھ کی والدہ تھیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرمہ بشریٰ خاتون صاحبہ

29 دسمبر 2013ء کومکرمہ بشریٰ خاتون صاحبہ اوکاڑہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ، مکرم عابد علی چوہدری صاحب، مسی ساگا کی ہمشیرہ تھیں۔ ان کے اور بھی عزیز واقارب ٹورانٹو میں مقیم ہیں۔

☆ مکرم چوہدری نصراللہ صاحب

24 دسمبر 2013ء مکرم چوہدری نصراللہ صاحب ربوہ 91 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحوم، مکرم چوہدری اقبال صاحب بریمپٹن، مکرم چوہدری منور صاحب، مسی ساگا اور مکرم چوہدری مبشر صاحب، ڈرہم جماعت کے والد محترم تھے۔

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 10 جنوری 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم ہمایوں اقبال اختر صاحب

30 دسمبر 2013ء کو مکرم ہمایوں اقبال صاحب ربوہ میں 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم، محترمہ امۃ الرحمٰن فوزیہ صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خاں صاحب پیس ولیج ایسٹ کے والد محترم تھے۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرمہ مریم بی بی صاحبہ

4 جنوری 2014ء کومکرمہ مریم بی بی صاحبہ لاہور میں 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ، پیس ولیج سینٹر کی محترمہ منور سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسلم بسرا صاحب اور محترمہ انور سلطانہ باجوہ صاحبہ اہلیہ مکرم رشید احمد باجوہ صاحب کی والدہ تھیں۔

☆ مکرمہ جمیلہ خانم صاحبہ

16 جنوری 2014ء کومکرمہ جمیلہ خانم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبداللہ قریشی صاحب مرحوم لاہور 85 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ اپنے پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے۔ آپ محترمہ منزہ حامد صاحبہ اہلیہ مکرم محمد حامد خاں صاحب پیس ولیج ایسٹ اور محترمہ فائزہ سحر صاحبہ اہلیہ مکرم ساحر ضمیر صاحب ٹورانٹو ایسٹ کی نانی تھیں۔

محترمہ جمیلہ خانم صاحبہ، مکرم کمانڈر (ر) چوہدری محمد اسلم ایڈیشنل سیکرٹری بیت الاسلام مشن ہاؤس کے ہم زلف مکرم شیخ منیر احمد صاحب ریٹائرڈ سیشن جج شہید سابق امیر جماعت لاہور کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

مکرم مولانا فرحان اقبال صاحب مشنری نے 17 جنوری 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد محترمہ جمیلہ خانم صاحبہ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 24 جنوری 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم شیخ عبدالرشید شرما صاحب

16 جنوری 2014ء کو مکرم شیخ عبدالرشید شرما صاحب، شکارپور، سندھ 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

مقامی طور پر ان کی نماز جنازہ نماز عصر کے بعد مسجد بیت الذکر اسلام آباد میں ادا کی گئی۔ اگلے روز ان کی نماز جنازہ مسجد مبارک ربوہ میں نماز جمعہ کے بعد ادا کی گئی۔ اور بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم پروفیسر صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے دعا کروائی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 جنوری 2014ء کو خطبہ جمعہ کے آخر پر مکرم شیخ عبدالرشید شرما صاحب کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحوم کو مختلف عہدوں پر جماعتی خدمات بجالانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ ایک مخلص، فدائی، صابر وشاکر، غریب پرور، رشتہ داروں کا خیال رکھنے والے، نیک صالح، دعاگو اور خلافت سے نہایت وفا کا تعلق رکھنے والے بزرگ تھے۔ آپ سابق امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع سکھر بھی رہے۔ آپ کے دو صاحبزادے مکرم مبارک احمد شرما صاحب اور مکرم مظفر احمد شرما صاحب نے جام شہادت نوش کیا۔

مرحوم شرما صاحب نے اپنے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم شیخ عبدالرشید شرما صاحب مرحوم کے والد محترم حضرت شیخ منشی عبدالرحیم شرما مرحوم (سابق کشن لعل شرما) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔

آپ مکرم خالد محمود شرما صاحب مسی ساگا کے والد محترم اور مکرم عبداللطیف شرما صاحب، وان کے بھائی تھے۔ مرحوم کے اور بھی عزیز واقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ مکرم محمد اکرم بھٹی صاحب

19 جنوری 2014ء کو مکرم محمد اکرم بھٹی صاحب لاہور میں 58 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم، مکرم بلال احمد بھٹی صاحب مشنری بریڈفورڈ کے چچا تھے۔

☆ مکرمہ افضل النساء صاحبہ

20 جنوری 2014ء کو مکرمہ افضل النساء صاحبہ کراچی میں 60 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ، مکرمہ غزالہ عزیز صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر احمد عزیز صاحب پیس ولیج ایسٹ کی والدہ محترمہ تھیں۔

☆ مکرمہ رفعت احمد قریشی صاحبہ

20 جنوری 2014ء کو مکرمہ رفعت احمد قریشی صاحبہ پشاور 61 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ، مکرمہ رافعہ نادیہ خلیفہ صاحبہ اہلیہ مکرم عمر خلیفہ صاحب مسی ساگا ایسٹ کی خالہ تھیں۔

☆ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ

20 جنوری 2014ء کو مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ ربوہ میں 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ، مکرم مشتاق احمد ارشد اعوان صاحب پیس ویلج ویسٹ کی بہن تھیں۔

☆ مکرم ماسٹر عبداللطیف اعوان صاحب

22 جنوری 2014ء کو مکرم ماسٹر عبداللطیف اعوان صاحب ربوہ میں 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحوم، مکرمہ آمنہ ممتاز اعوان صاحبہ پیس ویلج ویسٹ کے بھائی اور مکرم مولانا حافظ عطاء الوہاب صاحب، انچارج مدرسۃ الحفظ کینیڈا کے چچا تھے۔

احباب سے درخواست ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ دے اور ان کے تمام لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بقیہ از جامعہ احمدیہ کینیڈا کی رپورٹ

اس پروگرام میں جامعہ احمدیہ کینیڈا اور مدرسۃ الحفظ کے طلباء و اساتذہ نے شرکت کی۔ اس تقریب کی صدارت مکرم پروفیسر مختار احمد چیمہ صاحب، جامعہ احمدیہ کینیڈا نے کی۔

☆ مؤرخہ 30 نومبر 2013ء کو مکرم پروفیسر مختار احمد چیمہ صاحب، جامعہ احمدیہ کینیڈا اور ڈاکٹر ٹونی کوسٹا (Dr.Tony Costa) کے مابین مناظرہ ہوا۔ اس مناظرہ کا موضوع "کیا ابنِ مریم ابن اللہ تھے یا رسولِ خدا"۔ اس پروگرام میں جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء نے شرکت کی۔ بعد ازاں آپ نے شاملین کے ساتھ گفتگو کی اور سوالات کے جوابات دیئے۔

☆ مؤرخہ 19 دسمبر 2013ء کو مکرم انصر رضا صاحب، مشنری جماعت احمدیہ کینیڈا اور اہلِ سنت والجماعت کے نمائندے مکرم سادات انور کے مابین مناظرہ ہوا۔ اس پروگرام میں جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء نے بھی شرکت کی۔ بعد ازاں موصوف نے شاملین کے ساتھ گفتگو کی اور سوالات کے جوابات دیئے۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں وقف کی حقیقی روح کے ساتھ مبلغ اسلام اور احمدیت بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی
بعض قیمتی نصائح

1۔ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کے لئے استغفار، لاحول، الحمدللہ اور درود کو بہت توجہ سے پڑھو۔

2۔ متکبر، منافق، کنجوس، غافل، بے وجہ لڑنے والے، کم ہمت، مذہب کو لہو ولعب سمجھنے والے اور بے باک لوگوں سے تعلق نہ رکھو۔

3۔ نماز مومن کا معراج ہے۔ تمام عبادتوں کی جامع ہے۔ کبھی اس میں غفلت نہ کرو۔ بے کس اور بے بس لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جاوے۔

4۔ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے اور اپنے بڑوں کے ادب اور اپنے برابروں کی مدارات بقدر امکان کرو۔

5۔ والدین اور افسروں کے راضی رکھنے میں کوشش کرو، جہاں تک دین اجازت دیوے۔

6۔ باہمی تعارف بڑھاؤ۔

7۔ انگریزی اور عربی بولنے کی مشق کرو اور عادت ڈالو۔

8۔ ہر کام احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کرو۔

9۔ نیک نمونہ بنو۔

10۔ جو کام ہو، صرف اللہ ہی کے لئے ہو۔ کھانا ہو یا پہننا، سونا ہو یا جاگنا، اٹھنا ہو یا بیٹھنا، دوستی ہو یا دشمنی۔

11۔ ہر ایک مشکل میں دعا سے کام لو۔

12۔ پھر جاذب بنو اور جماعت بنو۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر

اے میرے رحیم خدا مجھے ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

رب اجعلنی کاسمی۔

فرمایا گندے لوگ خود دکھ پاتے ہیں۔ خدا کی خدائی میں ان سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

(حیات نور، صفحہ 588 بحوالہ ہفت روزہ بدر قادیان۔ 7 نومبر 1912ء، صفحہ 3)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لبوں پر جونہی آپؓ کا نام آیا
نگاہوں میں اِک دورِ تاریخ لایا

اسیرانِ دنیا کو راہِ خدا میں
دل و جان اپنی لٹانا سکھایا

محبت و شفقت کی دولت لٹا کر
اطاعت کا پیکر سبھی کو بنایا

مخالف ہواؤں کے ہی شور و شر میں
خلافت کی مسند کا بیڑا اُٹھایا

کئے کام اتنے کہ دنیا کہے گی
عجب شخص بھیجا تھا تُو نے خدایا

(مکرم مولانا طاہر محمود صاحب)

کتاب "صوبہ خیبر پختونخواہ میں احمدیت کا نفوذ" کے لئے معلومات درکار ہیں

مکرم اعجاز احمد خاں صاحب، محاسب جماعت احمدیہ کینیڈا کے خسر مکرم شمس الدین اسلم صاحب امریکہ میں "صوبہ خیبر پختونخواہ میں احمدیت کا نفوذ" پر کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں احباب سے درخواست ہے کہ اگر کوئی مضمون یا تصاویر وغیرہ بھجوانا چاہتے ہوں تو درج ذیل پتہ پر بھجوا کر عنداللہ مشکور ہوں۔

شمس الدین اسلم

261, Encoreway Corona,
CA- 92879 (USA)
Email: sdaslam@hotmail.com
Ph: 951-278 2001

احباب جماعت کے لئے ایک ضروری اعلان

برائے

تجنید جماعت احمدیہ کینیڈا

شعبہ تجنید کینیڈا کے تحت احباب جماعت کے لئے درج ذیل چار سہولتیں موجود ہیں۔

۱۔ ٹیلی فون

احباب جماعت کی سہولت کے لئے شعبہ تجنید کینیڈا میں ٹیلی فون کے ذریعے اپنے فون نمبر، پتہ کی تبدیلی اور نوزائیدہ بچوں کی تجنید کی اطلاع دے سکتے ہیں یا اپنا پیغام ریکارڈ کرواسکتے ہیں۔ شعبہ تجنید آپ کے پیغام کو سُن کر کمپیوٹر سسٹم میں آپ کی دی ہوئی معلومات کو درست کرلے گا۔

براہ کرم ٹیلی فون پر اپنا نام، ممبر کوڈ اور ٹیلی فون نمبر ضرور صاف صاف ریکارڈ کروائیں تاکہ آپ سے رابطہ کرنے میں آسانی ہو۔ پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں سڑک کا نام واضح اور ہجوں کے ساتھ ریکارڈ کروائیں تاکہ غلطی کا امکان کم ہو۔

فون نمبر اور ایکسٹینشن نمبر درج ذیل ہے:

Tel #: 905-832-2669 Ext: 2235

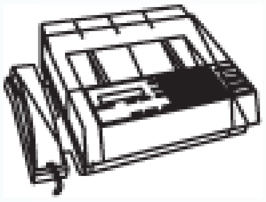

۲۔ فیکس

شعبہ تجنید میں مندرجہ بالا معلومات پہنچانے کے لئے فیکس کی بھی سہولت موجود ہے۔ یہ فیکس مشین صرف اور صرف تجنید کی معلومات کے لئے لگائی گئی ہے۔ فیکس نمبر درج ذیل ہے:

Fax # : 905-832-9382

۳۔ ای میل

شعبہ تجنید میں احباب جماعت اپنی معلومات ای میل (E-Mail) کے ذریعے بھی بھجوا سکتے ہیں۔ ای میل کا ایڈریس درج ذیل ہے:

E-mail Address: tajnid@ahmadiyya.ca

۴۔ ویب سائیٹ

شعبہ تجنید میں احباب جماعت اپنی معلومات ویب سائیٹ کے ذریعے آن لائن (On-Line) بھی بھیج سکتے ہیں۔ ویب سائیٹ کا پتہ درج ذیل ہے:

Web site: www.ahmadiyya.ca/services

احباب جماعت سے درخواست ہے اپنی معلومات جلد سے جلد درست کروانے کے لئے مندرجہ بالا طریق کار سے فائدہ اٹھائیں۔ شکریہ!

شعبہ تجنید۔ جماعت احمدیہ کینیڈا